جاء الحق وزهق الباطل ان الباطل كان زهوقا

الحمد للہ کہ درین زمان سعادت اقتران رسالہ نافعہ مملوء براہین ساطعہ و دلائل قاطعہ

در جواب رسالہ ہائے ستارہ محمدی و شہاب ثاقب المسمی بہ

آفتاب محمدی

١٣٠٠ھ

ایڈیٹر اخبار آفتاب پنجاب لاہور - از تصانیف عالم معقول و منقول

حسب فرمائش صاحب دانش و تمیز میاں عبد العزیز صاحب لاہوری

باہتمام میاں محمد دتو صاحب مالک و مہتمم

مطبع محمدی لاہور میں چھپا ١٣٠٠

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ الذی قد کرم بنی ادم علے جمیع الاشیاء والصلوۃ والسلام علی رسولہ محمد الذی افضل الرسل وخاتم الانبیاء وعلی الہ واصحابہ الذین بذلوا جہدہم لاصلاح الاطغیاء وعلی تابعیہم وتبع تابعیہم خصوصا ائمۃ المجتہدین والمحدثین والفقہاء ۔ اما بعد بندہ درگاہ رب الصمد فقیر محمد چشتوی اپنے مسلمان بہائیون کی خدمت مین عرض کرتا ہے کہ کچہہ عرصہ ہوا ہے کہ مولوی غلام قادر حبیب ومولوی بغدادی صاحب نے فرقہ وہابیہ کی زباندرازی وسوء ادبی سے جو بحق بزرگان دین خصوصا امام ائمۃ المجتہدین ابوحنیفہ رحمتہ اللہ علیہ کر رہے ہین تنگ آکر اور اس شعر پر عمل کرکے

ع ظلم ہے احمقون کی منہ زوری ٭ تنگ یہہ بے لگام کرتے ہین ۔

بمقام سیالکوٹ ایک مجمع عام مین جسمین پنجاب کے وہابیون کے اکثر بڑے بڑے سرگروہ معہ اپنے کتب خانون وشاگرد پیشہ کے موجود تہے بطور نمونہ دو تین مقام ان بے ادبیون مین سے جو مولوی محمد اسمعیل صاحب امام فرقہ وہابیہ نے اپنی کتاب تقویۃ الایمان مین کل انبیائے عظام خصوصا افضل البشر سید الرسل خاتم الانبیاء محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم کے حق مین کی ہین پیش کرکے قرآن وحدیث سے مؤلف کتاب مذکور کا کفر ثابت کیا اور مخاطبین کو اس امر پر مجبور کیا کہ یا تو اپنے فرقہ کے پیشوا کی تقلید کو ترک کرکے وہ مسلک اختیار کرین جو خیر القرون سے لیکر تیرہوین صدی تک سلف وخلف اہل سنت وجماعت کا جو مذاہب اربعہ مین منحصر مین قرن بعد قرن چلا آتا ہے جسکی حقیت اور خلاف ورزی مین حسب ذیل آیات واحادیث تاکید او وعید آوارد ہین ۔

مولوی غلام قادر صاحب ... (حاشیہ)

پہلی آیت سورۂ نسا میں ہے ویتبع غیر سبیل المؤمنین نولہ ما تولی ونصلہ جہنم وساءت مصیرا یعنے جو کوئی پیروی کرے غیر راستہ مومنون کی متوجہ کرینگے ہم اوسکو جدہر متوجہ ہوا ہے اور داخل کرینگے ہم اوسکو دوزخ مین اور بری ہی جگہہ پہر جانیکی۔

دوسری آیت سورہ آل عمران مین ہی ولا تکونوا کالذین تفرقوا واختلفوا من بعد ما جاءہم البینات واولئک لہم عذاب عظیم ورست ہوا نند اون لوگون کی کہ متفرق ہوئے اور اختلاف کیا پیچہے اسکے کہ آئین اونکے پاس دلیلین اور وہ لوگ واسطے اون کے عذاب ہے بڑا۔ فتح الرحمن مین شاہ ولی اللہ صاحب محدث نے اس آیت کے نیچے لکہا ہے یعنے تفرق در اصول دین حرام ست کہ جمعی معتزلی باشند وجمعی شیعہ وعلی ہذا القیاس انتہی۔

پہلی حدیث عن ابن عمر رضی اللہ عنہ قال رسول اللہ ان اللہ لا یجمع امتی علی ضلالۃ ویداللہ علی الجماعۃ ومن شذ شذ فی النار رواہ الترمذی۔ یعنے فرمایا رسول خدا نے کہ تحقیق اللہ نہ جمع کرے گا میری امت کو اوپر گمراہی کے اور ہاتہ خدا کا ہے اوپر جماعت کے اور جو شخص اکیلا ہوگیا جماعت سے دہکیلا گیا دوزخ مین۔ **دوسری حدیث** عن ابن عمر قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اتبعوا السواد الاعظم فانہ من شذ شذ فی النار رواہ ابن ماجہ یعنے فرمایا رسول خدا نے کہ پیروی کرو جماعت بڑی کی پس تحقیق جو شخص جماعت سے اکیلا ہوگیا وہ ہکیلا گیا دوزخ مین۔ شیخ عبد الحق محدث دہلوی نے اس حدیث کے نیچے لکہا ہے۔ و مراد حث وترغیب است بر اتباع آنچہ اکثر علماء در ان جانب اند انتہی اور مجمع البحار مین شیخ محمد طاہر نے تحریر کیا ہے انظروا الی ما علیہ اکثر علماء المسلمین من الاعتقاد والقول والفعل فاتبعوہم فیہ فانہ ہو الحق وما عداہ الباطل انتہی **تیسری حدیث** عن معاذ بن جبل قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان الشیطان ذئب الانسان کذئب الغنم یاخذ الشاذۃ والقاصیۃ والناحیۃ وایاکم والشعاب وعلیکم بالجماعۃ والعامۃ رواہ احمد یعنے فرمایا رسول خدا نے کہ تحقیق شیطان آدمی کا بہیڑیا ہے مثل بہیڑیے بکری کے جو پکڑتا ہے گلہ مین سے نکلی ہوئی بکری اور پیچہے رہی ہوئی اور کنارہ کنارہ چلنے والی بکری کو اور بچو تم مختلف راستہ

پہاڑون سے اور لازم پکڑو اپنے اوپر پیروی جماعت کثیرہ کی۔ شیخ عبدالحق نے اسکے
نیچے لکھا ہے۔ اشارت است بآنکہ معتبر اتباع اکثر جمہور است چہ اتفاق کل در ہمہ احکام
واقع بلکہ ممکن نیست انتہی۔ **چوتھی حدیث** عن ابی ذر قال رسول اللہ صلعم
من فارق الجماعة شبرا فقد خلع ربقة الاسلام عن عنقه رواه احمد و ابو داؤد
یعنے فرمایا رسول خدا نے کہ جو جدا ہو گیا جماعت مسلمانون سے ایک بالشت پس تحقیق
اوسنے اوتارا ربقہ اسلام کا اپنی گردن سے۔ **پانچوین حدیث** عن ابی مالک الاشعری
قال رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم ان اللہ عز وجل اجارکم من ثلث خلال ان لا یدعوا
علیکم نبیکم فتهلکوا جمیعا وان لا یظهر اهل الباطل علی الحق وان لا تجتمعوا علی ضلالة رواه ابو داؤد
یعنے فرمایا رسول خدا نے کہ تحقیق خداتعالٰی نے پناہ دی تمکو تین خصلت سے ایک یہہ کہ تم
پر تمہارا پیغمبر دعا نکرے کہ تم سب کے سب مر جاؤ دوسرے یہہ کہ غالب نہ آوین اہل باطل اہل
حق پر۔ تیسرے جمع ہوگے تم گمراہی پر۔ شیخ عبدالحق نے اس حدیث کے نیچے لکھا ہے دراین
دلیل است بر آنکہ اجماع حجت است کہ عبارت است از اتفاق علماء ہر عصر بر حکمی شرعی
ومراد ازعلما مجتہدانند انتہی۔ **چھٹی حدیث** عن عمرو بن قیس قال رسول اللہ ان اللہ وعدنی
فی امتی واجارهم من ثلث لا یعمهم بسنة ولا یستأصلهم عدو ولا
یجمعهم علی ضلالة رواه الدارمی یعنے فرمایا رسول خدا نے کہ تحقیق اللہ نے وعدہ کیا
مجھے میری امت کے حق مین اور پناہ دی اونکو تین باتون سے ایک یہہ کہ ہلاک نکریگا سبکو
ساتھ قحط کے دوم یہہ بار نہ کرسکینگے اونکو دشمن سوم متفق نہونگے گمراہی پر
ساتوین حدیث عن ابن عباس قال رسول اللہ من فارق الجماعة فمات
مات میتة جاهلیة رواه البخاری یعنے فرمایا رسول خدا نے کہ جو جماعت کو چھوڑیگا اور مریگا
تو اوسکی موت بطور کفر ہے **آٹھوین حدیث** عن الحارث الاشعری قال رسول اللہ
صلی اللہ علیه وسلم آمرکم بخمس بالجماعة والسمع والطاعة والهجرة والجهاد فی
سبیل اللہ وانه من خرج من الجماعة قید شبر فقد خلع ربقة الاسلام عن عنقه
رواه احمد والترمذی یعنے فرمایا رسول خدا نے کہ حکم کرتا ہون مین تمکو پانچ باتون

کا جماعت کی پیروی اور سننا و قبول کرنا کلمہ حق کا امرا و علماء سے اور جہاد کرنا ماندا
کے راستہ مین اور تحقیق جو شخص نکلا جماعت سے ایک بالشت بھر پس تحقیق اوتارا ربقہ
اسلام کا اپنی گردن سے ۔ نوین حدیث عن ابن عمر بن الخطاب قال رسول اللہ
من سرہ ان یسکن بحبوحۃ الجنۃ فعلیہ بالجماعۃ فان الشیطان مع الفذ یعنے فرمایا
رسول خدا نے جو شخص پسند کرتا ہے اسبات کو کہ آباد کیا جاوے میانہ بہشت مین پس
اوسپر لازم ہے پیروی جماعت کی کیونکہ شیطان ساتھہ اکیلے کے ہے ۔
دسوین حدیث عن ابی بصرۃ قال رسول اللہ سألت ربی ان لا یجمع امتی
علی ضلالۃ فاعطانیہا رواہ الطبرانی یعنے فرمایا رسول خدا نے کہ سوال کیا مینے اپنے
رب سے کہ نہ جمع ہو امت میری گمراہی پر پس اوسنے عطا کیا مجکو گیارہوین حدیث
عن ابن عمر قال رسول اللہ ان اللہ لا یجمع ہذہ الامۃ علی الضلالۃ ابدا
وان ید اللہ مع الجماعۃ فاتبعوا السواد الاعظم فانہ من شذ شذ فی النار رواہ ابو نعیم
والحاکم یعنے فرمایا رسول خدا نے کہ تحقیق اللہ نہ جمع کریگا اس امت کو گمراہی پر ہمیشہ
اور یہہ کہ ہاتھہ اللہ کا ہے ساتھہ جماعت کے پس پیروی کرو گروہ بڑے کی پس تحقیق
جو شخص اکیلا ہوا اکیلا گیا دوزخ مین ۔ بارہوین حدیث عن ابن مسعود مارآہ
المسلمون حسنا فہو عند اللہ حسن وما رآہ المسلمون قبیحا فہو عند اللہ قبیح یعنی جس چیز کو دیکھین مسلمان اچھی پس وہ
اللہ کے نزدیک بھی اچھی ہے اور جسکو دیکھین مسلمان قبیح پس خدا کے نزدیک
بھی قبیح ہے تیرہوین حدیث وعن حذیفۃ قلت وہل بعد ذلک الخیر من شر
قال نعم دعاۃ علی ابواب جہنم من اجابہم الیہا قذفوہ فیہا قلت یا رسول اللہ
صفہم لنا قال ہم من جلدتنا ویتکلمون بالسنتنا قلت فما تامرنی ان ادرکنی
ذلک قال تلزم جماعۃ المسلمین وامامہم انتہی ملخصا رواہ البخاری ومسلم
یعنے حضرت حذیفہ بن الیمان کہتے ہین کہ مینے آنحضرت سے عرض کیا کہ آیا اس عمدہ زمانہ
کے بعد بھی شر ہے آپنے فرمایا کہ ہان دوزخ کے دروازون پر بلانیوالے کھڑے ہین
جو انکی مانیگا دوزخ مین لیجاوینگے مین نے عرض کی کہ یا رسول خدا وہ کون ہین اونکا

حال بیان فرمائے فرمایا وہی لوگ ہماری قوم وملت سے ہونگے اور ہماری زبان یعنے قرآن
وحدیث اسے کلام کرینگے مینے عرض کی کہ اگر انکا زمانہ پاؤن تو کیا کرون فرمایا کہ
لازم پکڑ پیروی مسلمانون اور اونکے امام کی۔) یا اپنے پیشوا مؤلف کتاب مذکور کے
ہر ایک قول کو قرآن وحدیث سے ثابت کرین چنانچہ اوسوقت تو حسب فحوائے الحق
یعلو ولا یعلی کے اس فرقہ مین سے کوئی مولوی بہی اس الزام کے دفع کرنے مین چون و
چرا تک نہ کر سکا حالانکہ اس فرقہ کے بڑے بڑے سرغنے علاوہ ضلع سیالکوٹ کے
جہلم وو زیر آباد وغیرہ مقامات دور دراز سے آکر کوس لمن الملک اور ہمچو من دیگرے
نیست کا دم مار رہے تہے مگر سبکے سب ایسے ساکت ہوئے کہ ایک ہی فلاخن مین۔ جاء الحق
وزہق الباطل ان الباطل کان زہوقا کے مصداق بنے اور ایسی رسوائی وذلت
نصیب ہوئی کہ خدا اعداء کے بہی نصیب نہ کرے اوسوقت تو سب لوگون کو یہی یقین
ہوگیا تہا کہ اب یہہ فرقہ اپنے پیشوا کے عقاید فاسدہ سے باز آکر آیندہ کو اوسکی تقلید سے
توبتہ النصوح کریگا مگر شرم چہ کتی است کہ پیش مردان بیاید۔ تہوڑے ہی دنون کے بعد شیخ
محی الدین تاجر کتب لاہور نے (جسکو ائمہ اربعہ خصوصاً امام اعظمؒ سے دلی بغض وعداوت ہے
اور ایک دو ایسے اہل علم کی مدد سے جو بسبب اپنی سادہ لوحی بلکہ مخبوط الحواسی کے بطور
دیگر وجہ معیشت کے پیدا کرنے سے معذور ہین ہر وقت اسی مخمصہ مین مستغرق رہتا ہے کہ
کہین کوئی نقص حنفیون مین ملے کہ جلدی چہپوا کر اوس کے دام کہرے کرون) بجواب اوس
اشتہار کے جو صمصام قادری اور سنان بغدادی کے نام سے اس غرض سے مشتہر
ہوا تہا کہ مباحثہ مذکور کا راست راست واصل واصل سب حال اہل دور دراز کو بخوبی
معلوم ہو جائے ایک رسالہ ستارہ محمدی کے نام سے تالیف کرکے چہپوایا اور اسمین ع
فکر ہر کس بقدر ہمت اوست :: کے اپنے پیشوا کے عقاید باطلہ کو جو سراسر توہین انبیاء
علیہم السلام پر دال تہے مدلل ثابت کرکے ضلوا واضلوا کا مصداق بنا جسکا جواب
الجواب بہی ترکی بہ ترکی رسالہ نیر اعظم فی تفضیل رسول الاکرم نام مین چہپ گیا لیکن۔
انہین ایام مین ایک اور رسالہ شہاب ثاقب نام مولوی عبد اللہ صاحب غیر مقلد نے

چھپوایا جسمین اونہون نے اپنی دانست مین مؤلف ستارہ محمدی سے خفت انبیار
کو قوی دلایل سے ثابت کیا - چونکہ اسکے مؤلف نے عام اسّتے کہ اُسنے خود دہوکہہ کہایا یا
دہوکہہ دہی عوام کی غرض سے عمداً اپنے اثبات دعوی مین کتابون کی ایسی عبارات کو
پیش کیا جنکو اونکے مدعا سے کچھہ بہی تعلق نہین ہے مگر اون سے عوام کا جلد دہوکہہ مین آجانا
متصور ہے اور نیز مؤلف ستارہ محمدی نے ستارہ کو از سر نو ترمیم اور اوسمین کچھہ اضافہ کرکے
مکرر چھپوایا ہے اور ایسے ایسے مقامات کو جنپر طفل مکتب بہی بازارون مین تمسخر کرتے اور
کہتے پہرتے ہین کہ تیرہ سو سال تک تو ستارہ محمدی نہ چمکا تہا اب تیرہوین صدی کے اخیر سال
مین ایک تاجر کتب کی دوکان سے چمک اُٹہا بالکل نکالکر اونکی جگہہ اور حشو و زوائد بہر دیا
اسلئے اس بندہ درگاہ نے باوجود عدم فرصتی اور کثرت شواغل دنیادی کے جو لازمہ وجہ
معیشت مین یہہ انسب جانا کہ جسطرح ہو سکے اس رسالہ کا مختصر جواب لکہکر مسلمان بہائیون
کو ورطہ ضلالت مین پڑنے سے روکا جاوے اور ساتہہ ہی اسکے ستارہ محمدی کی ہفوات
کا رد بہی مختصراً لکہدیا جاوے تاکہ یہہ جواب الجواب بیک کرشمہ دو کار کا کام دے اور اُسکے
علحدہ جواب کے لئے لوگون کو چندان محتاج ہونا نہ پڑے پس اس رسالہ کا نام آفتاب
محمدی رکہا اور اسمین مؤلفین رسالہ ہائے مذکورہ بالا کی عبارات و اقوال کو ایسی طرز
پر لکہکر اونکی تردید کی گئی ہے کہ پڑہنے والونکو بغیر اون کے پاس رکہنے کے بہی ترتیب
وار اور صاف صاف مطلب بخوبی سمجہہ مین آسکے - وما توفیقی الا باللہ

مؤلف شہاب ثاقب نے پہلے ایک آیت اور چار احادیث اس مضمون کی لکہکر کہ بلا
تحقیق کسی مسلمان کو کفر کی نسبت نہ دینی چاہئے کتاب در المختار سے لکہا ہے
کہ فتوی نہ دیا جاوے کسی مسلمان کے کفر کا جبتک ہو سکے اوسکے کلام کی تاویل
صحیح یا ہو ایسی بات کہنے والے کے کفر مین خلاف اگرچہ ہو خلاف و الا قول ضعیف
انتہی - **جواب** ہم تو آیت اور احادیث و قول محولہ کو بالراس والعین مانتے ہین اور حتی
الامکان تاویل کے ہوتے کسی اہل قبلہ کی تکفیر کی جراءت نہین کر سکتے یہانتک
کہ یزید پر لعنت کرنے سے بہی پرہیز کرتے ہین کیونکہ اوسنے جو کچھہ کیا اپنے لئے کیا

اوسکے نقل سے کسیکے عقیدہ مین خلل نہین پڑا بخلاف مولوی محمد اسمعیل صاحب کے
کہ گو انسے بعض عمدہ کام بہی واقع ہوئے ہین مگر انبیاء علیہم السلام کے حق مین اونسے
ایسی بے ادبیان صادر نہین ہوئین کہ اونکی کچھہ تاویل ہو سکے اور صرف ان بے ادبیون
پرہی کیا منحصر ہے بلکہ اونکی تمام کتاب ہی الاماشاء اللہ مخالف عقائد اہل سنت وجماعت
ہے جسکی تردید مین متعدد رسائل تالیف ہوئے ہین چنانچہ وہ تصنیف الایمان کے لقب سے ملقب
ہو رہی ہے اور اوس سے ہندوستان کے اہل اسلام کو ایسا نقصان پہونچا ہے کہ
آپسمین بالکل پھٹ گئے ہین اور متفرق ہو گئے ہین جس سے مولوی اسمعیل صاحب بجائے
اسکے کہ صحیح مسلم کی اس حدیث کے پہلے جملہ من سن فی الاسلام سنۃ حسنۃ کے مصداق
بنتے اوسکے دوسرے جملہ من سن فی الاسلام سنۃ سیئۃ کان علیہ وزرہا ووزر من عمل
بہا من بعدہ من غیر ان ینقص من اوزارہم شیئا کے مصداق بنے پس ہمارے علمانے
مولویصاحب موصوف کی نسبت تکفیر کا فتوی صرف اس غرض سے دیا تہا کہ دوسرے -
مسلمان لوگ اونکے عقائد فاسدہ مین جو کتاب مذکور مین مندرج ہین مبتلا ہو کر گمراہ نہون
اور ایسی حالت مین تکفیر تو یکطرف رہی سیاستاً بادشاہ کو ایسے کا قتل کرنا بہی جائز ہے چنانچہ
شامی شرح درمختار مین لکہا ہے والمبتدع لو لہ دلالۃ ودعوۃ للناس الی بدعتہ و
یتوہم منہ ان ینشر البدعۃ وان لم یحکم بکفرہ جاز للسلطان قتلہ سیاسۃ
وزجرا لان فسادہ اعلی واعم حیث یوثر فی الدین انتہی - مگر افسوس یہ ہے
کہ آپ لوگ ان احادیث وآئیت پر عمل پیرا نہین ہوتے بلکہ آئیت اتامرون الناس بالبر و
تنسون انفسکم پر پورا پورا عمل کر رہے ہین چنانچہ آپکے مجتہد عصر مولوی غلام علی
امرتسری نے تو اپنے رسالہ تحقیق الکلام کے صفحہ ۵۵ و ۵۶ مین شیخ مصلح الدین -
سعدی شیرازی اور عارف نامی مولانا عبد الرحمن جامی جیسے بزرگون کو جنکی جلالت
وعظمت اور ثقاہت متفق علیہ زمانہ ہے تکفیر کا فتوی دیدیا صرف اس قصور پر کہ سعدی
نے گلستان مین ؎ زینہار از قرین بد زنہار ٭ وقنا ربنا عذاب النار - اور مولانا
جامی نے یوسف زلیخا مین موقع معراج آنحضرت مین ؎ شد از سبحان گردون صداوہ

صفحہ ۹۰ و ۲ [illegible]

سبحان الذی اسری بعبدہ ۔ سے تضمین کرکے قرآن کی آیتون کو اپنے سیاق سے نکالکر اپنی جنبر
کلام مین سے کیون کر دیا کیونکہ آیات مذکورہ کو خدا نے ایسے موقع پر نازل نہین فرمایا تھا جسپر اونہون نے
اونکو وارد کیا ہے حالانکہ پہلی تضمین کو اونکا آیت قرار دینا صاف اسبات کو ثابت کرتا ہے کہ قرآن بعض
سے مجتہد صاحب کو بالکل مزاولت نہین ورنہ کبہی اوسکو آیت قرار دیکر ایسیہ بزرگ کی تکفیر پر مستعد
نہوجاتے کیونکہ قرآن مین فقط وقنا عذاب النار یا فقنا عذاب النار آیا ہے اور دوسری تضمین کی
نسبت اونکا یہہ کہنا کہ آیت اپنے سیاق سے نکل گئی ہے صرف اونکی سوء فہمی ہے کوئی اہل علم جسکو ذراسی
تمیز ہوگی اوسکو اپنے سیاق سے نکلا ہوا نہ سمجہیگا کیونکہ اس شعر کا صرف یہی مطلب ہے کہ جب آنحضرت صلعم
معراج کیوقت آسمان پر پہونچے تو فرشتون نے اونکا یہہ عروج دیکہکر اس آیت کو جو خاص معراج کے ہی بیان
مین وارد ہے حکایتہ بطور تسبیح جناب باریتعالی بعینہ پڑہ دیا یا اوسکا مضمون ادا کردیا جیسے احادیث مین
وارد ہے کہ آنحضرت بوقت افتتاح صلوۃ آیت انی وجہت وجہی الخ جو خاص ابرہیم علیہ السلام کے حق
مین وارد ہے نقلاً وحکایتاً پڑہا کرتے تہے اگر یہہ کہو کہ آیت مذکور ابہی حضرت پر نازل نہوئی تہی تو یہہ کچہہ قادح
نہین کیونکہ سورہ قدر کی تفسیر میں جمع تفاسیر اور اشعۃ اللمعات شرح مشکوۃ مین لکہا ہے کہ قرآن شریف لوح محفوظ
سے لیلۃ القدر کو یکدفعہ دنیا کے آسمان پر بہیجا گیا تہا جہانسے جبرائیل عم حسب موقع وضرورت عرصۂ تیئیس سال
تک تہوڑا تہوڑا حضرت کے پاس لاتے رہے اور ہر سال ماہ رمضان مین بہیئت مجموعی یکدفعہ حضرت کو دکہایا
جاتا تہا پس اسصورت مین ممکن ہے کہ فرشتون کو قرآن یاد ہوگا بلکہ ضرور ہوگا کیونکہ وہ ادنی ادنی باتون سے
جو دنیا پر وقوع مین آنے کو ہوتی ہین واقف ہوتے ہین چنانچہ تفسیر معالم التنزیل مین آیت واتبعوا
ما تتلوا الشیاطین کی تفسیر مین کہا ہے وقال السدی کانت الشیاطین تصعد الی
السماء فیستمعون کلام الملئکۃ فیما یکون فی الارض من موت وغیرہ فیاتون الکہنۃ الخ
حالانکہ معراج کا معاملہ تو ایسا تہا کہ ہزارون سال سے فرشتے حضرت کی آسمان پر آمد آمد کے انتظار مین تہے
پس مولانا جامی رح کے ایسا کہنے سے کونسی قباحت لازم آگئی جسکے لئے ایک عارف باللہ اور عالم ربانی
کو کفر کا اس فتوی دیدیا اور حضرت مجتہد امرتسری نے رسالہ مذکور مین صرف انہین دو حضرات کی
تکفیر پر فتوی دیکر اکتفا نہین کیا بلکہ صفحہ اول مین کمال بیباکی وجرأت سے اہل سنت وجماعت
کے چارون فرقہ نقشبندی قادری وچشتی وسہروردی اور چارون مذہب حنفی ۔ مالکی ۔ شافعی

حنبلی کو جنمین ہزارون اولیائے کرام و علمائے عظام اور رکن اسلام داخل ہین بدعتی قرار دیا پہر حنفیہ
و مین نقشبندیہ - قادریہ - چشتیہ - سہروردیہ کو مشرک فی الرسالة اور مشرک فی الالوہیة
قرار دیکر صفحہ ۲۰ مین کافر کہا ہے اور صفحہ ۱۰۱ سے ۱۰۴ تک مولانا شاہ ولی اللہ صاحب و شاہ عبد العزیز
صاحب محدثین دہلوی کی جنکے وجود باجود سے قرآن و حدیث و فقہ کی ہندوستان مین اشاعت ہوئی پگڑی و تشنیع
کی ہے کہ اتنے بڑے بکہ کسی اہل قبلہ کی کوئی نہین کر سکتا جا بجا اونکو اور اونکے خاندان کو بسبب مصلحت
دنیاوی کے موید بدعت و ضلالت قرار دیا اور اتنا خیال نہ کیا کہ جن بزرگان دین کو مین اسوقت بدعتی
و مشرک قرار دیتا ہون دوسرے وقت مین ہر ایک دینی معاملہ کی تحقیق و تدقیق کے لئے اہنین کی تحریر
کو مستند سمجہکر اثبات دعوی مین پیش کرنے کے سوا چارہ نہوگا اور بجز انکے فضلہ خوری و کاسہ لیسی کے
اور کچہ بن نہ پڑیگا شاباش ہے انیکار از تو آید و مردان چنین کنند ہے نازم کہ بر رقیبان دامن
کشان گذشتی - گر مشت خاک ما ہم بر باد رفتہ باشد - **قولہ** یہ کہنا کہ علمائے عرب و عجم کے فتوی
مولوی اسمعیل کی تکفیر مین موجود ہین یہ محض بہتان ہے اور کار سازی باتین ہین اگر لکہے گئے ہین تو ہمین
دکہاؤ انتہی بلمضا - **جواب** اگر آپکو اون فتوون کے دیکہنے کی ضرورت ہے تو آپ کتاب تحفہ
محمدیہ رد کتاب تقویۃ الایمان اور کتاب بحر الحقیقت اور رسالہ فصل الخطاب مین السنی و بین
الخراب الوہاب سے دیکہہ لین اگر یہہ کتابین آپکو نہ مل سکین تو آپ نیر اعظم ہی کو جسمین ان فتاوی
کا کچہ حصہ چہپا ہے دیکہکر اپنی تسلی کر لین اور وہ جو شہاب ثاقب کے اخیر مین مفتی صدر الدین صاحب
مرحوم صدر الصدور دہلی کے فتوے کی نقل شامل کی گئی ہے وہ ہمارے لئے کچہ بہی مضر نہین ہے
کیونکہ اول تو مفتی صاحب اوسمین صاف لکہتے ہین کہ تقویۃ الایمان کو مینے نظر اجمال سے دیکہا اور
یہہ اونکا فرمانا صحیح ہے کیونکہ غدر کے بعد ۱۲۷۴ ہجری مین جن دنون آپ درگاہ نظام الدین اولیا
مین فروکش تہے تو مین بہی درگاہ ہی بغرض حصول علم اونکی خدمت مین حاضر ہوا تہا چنانچہ تقریبا
برس سوا برس اونکی خدمت مین رہا آپ اوسوقت بہی یہی فرماتے تہے کہ مینے آجتک تقویۃ الایمان
کو تفصیلی نظر سے نہین دیکہا پس ظاہر ہے کہ جس چیز کو تفصیلی نظر سے نہ دیکہا جاوے اوسکے
حسن و قبح کی نسبت کوئی قطعی فیصلہ نہین ہو سکتا ایسا ہی مفتی صاحب مرحوم نے پہلے کتاب کو
کو سرسری نظر سے دیکہکر اوسکی نسبت مجمل رائے دیدی لیکن جب مولوی فضل حق صاحب مرحوم نے

مولوی محمد اسمعیل کے عقائد فاسدہ مندرجہ کتاب مذکور کو بالتفصیل لکھکر علماے شاہجہان آباد
کے سامنے پیش کیا تو سب نے مع مفتی صاحب مرحوم کے اوسکی تکفیر کا فتوی دیدیا چنانچہ اوس فتوی
پر بہی مفتی صاحب کی مہر ثبت ہے - علاوہ اسکے اگر مفتی صاحب مرحوم تقویۃ الایمان کو تفصیلی
نظر سے دیکہہ لیتے تو قطع نظر دیگر عقائد باطلہ سے جو اوسمین مندرج ہین خاص اس مسئلہ کے سبب سے
بہی ضرور اوسکے مخالف رہو تیے جو مولوی محمد اسمعیل نے اوسمین شد الرحال کو شرک لکہا ہے
کیونکہ مفتی صاحب نے اپنے رسالہ منتہی المقال فی شرح حدیث لا تشد الرحال مین قبور صلحا خصوصًا
انبیا کی زیارت کے لیے شد الرحال کے جواز پر بہت زور دیا ہے اور ابن تیمیہ پر جو اوسکے جواز کا منکر
ہے بشہادت علماے شافعیہ و حنفیہ مثل ابن حجر مکی و تقی سبکی وغیرہ علماے کرام کے بڑی تشنیع کی ہے اور
اوسکے عقائد باطلہ کی ذم تواریخ معتبرہ مثل یکہہ سی و ذہبی وغیرہ سے ثابت کی ہے پس کیا ممکن تہا
اگر وہ کتاب مذکور کو تفصیلی نظر سے دیکہہ لیتے اور اوسپر مہر کرکے خود اپنے ہی رسالہ کے مرد بن جاتے
یہہ آپ ہی جیسے بے لگامون کے حصہ مین آیا ہے کہ کہین کچہہ لکہہ دیتے ہین اور کہین کچہہ جیسا کہ آپکے
پیشوا مولوی محمد اسمعیل کی کتاب تقویۃ الایمان و ایضاح الحق اور صراط المستقیم اور رسالہ امامت
مین ایک دوسری کے مناقض تحریرین موجود ہین - دوم اگر غور سے دیکہا جاوے تو مفتی صاحب نے
مستفتیون کی صاف ناک کاٹ ڈالی ہے اور کوئی بہی لفظ صفت کا نہین لکہا چنانچہ لکہا ہے رسالہ
تقویۃ الایمان کو نظر اجمال سے دیکہا باعتبار اصول اور اصل مقصود کے بہت خوب ہے سو اسمین
کچہہ شک نہین کہ اصل مقصود اس کتاب سے رد شرک ہے اور وہ خوب ہی ہے اسمین کسیکو
کلام ہی نہین اس سے یہہ لازم نہین آتا کہ جو اسمین لکہا ہے وہ عمدہ ہے پہر لکہا ہے اور مولوی
اسمعیل صاحب کو ایسا دیکہا کہ پہر کسیکو ایسا نہ دیکہا یہہ ذو معنی مقولہ ہے صفت و مذمت دونون پر
بولا جاتا ہے بعدہ تحریر فرمایا ہے کہ یہہ لوگ او نہین سے ہین جنکے حق مین خدا نے فرمایا ہے ولتکن
منکم امۃ یدعون الخ اور ان الذین امنوا والذین ھاجروا الخ پس جو انکو کافر و گمراہ
کہے وہ آپ گمراہ ہو اسمین بہی کچہہ شک نہین کہ مولوی محمد اسمعیل خاندان شاہ ولی اللہ صاحب
و شاہ عبد العزیز صاحب سے تہے جو مصداق آیات قرانیہ ہین پس اونکو کافر و گمراہ کہنے والا خود
کافر و گمراہ ہے اسمین مولوی محمد اسمعیل کی اونہون نے کونسی صفت کی جسکو آپنے بڑے فخر سے اپنے

رسالہ مین درج کردیا۔ **قولہ صفحہ ۵** - بہلا مولوی صاحب مرحوم سے ایسا کونسا اتفاقی کفر ہوا ہے
جسپر اون بزرگان دین نے کفر کے فتوے دیئے اگر یہی کہ اونہون نے لکہا ہے کہ یقین کرلینا چاہیے
کہ ہر مخلوق کیا بڑا کیا چہوٹا خدا کی شان کے آگے چمار سے بہی ذلیل ہے) تو یہہ کفر کیون ہے کیا کوئی
مخلوق ایسا بہی ہے جسکا شان خدا کا سا ہو۔ ہرگز نہین پہر جب بادشاہ اور چمار کی تمثیل عوام کو سمجہانے
کو پہلے ہی بیان کرچکے تہے تو یہان پہ اگر ایسا کہا کہ مخلوق چہوٹی بڑی خدا کی شان کے آگے چمار سے
بہی جسیا وہ بادشاہ کے مقابل مین ناچیز اور حقیر ہے زیادہ تر ذلیل ہے کیا ہوا۔ **جواب** -
اتفاقی نہ کہو بلکہ عمداً انہون نے ایسا لکہا ہے جسپر کہ اونکی تمام کتاب بول رہی ہے یہہ تو ہم بہی مانتے
ہین کہ خدا کی شان سی کسیکی شان نہین لیکن یہہ تمثیل دینا کہ ہر ایک مخلوق چہوٹی بڑی خدا کی شان
کے آگے چمار سے بہی ذلیل ہے صریح کفر ہے کیونکہ اسمین تمام مومنین کیا بلکہ کل انبیاء و مرسلین کی جو افضل
مخلوقات و موجودات ہین سراسر اہانت ثابت ہوتی ہے کہ اونکو چمار یعنے چوہڑے سے بہی جو ایک بے دین قوم
مین سے ہے ذلیل قرار دیا گیا حالانکہ خداتعالے نے اپنی پاک کلام مین جابجا عموماً مومنین کی نسبت
فرمایا ہے کہ وہ میرے آگے بڑے عزت دار اور بزرگ ہین چنانچہ **پہلی آیت** سورہ توبہ مین فرمایا ہے
الذین آمنوا وهاجروا وجاهدوا فی سبیل الله باموالهم وانفسهم اعظم
درجة عند الله واولئک هم الفائزون **دوسری آیت** سورہ حجرات مین ایا ہے
ان اکرمکم عند الله اتقاکم یعنی تحقیق بہت بزرگ تمہارا اللہ کے نزدیک بہت پرہیزگار
تمہارا ہے **تیسری آیت** سورہ انفال مین فرمایا ہے الذین یقیمون الصلوٰة ومما رزقنهم
ینفقون اولئک هم المؤمنون حقا لهم درجات عند ربهم ومغفرة ورزق کریم
یعنے وہ لوگ قایم رکہتے ہین نماز کو اور اوس چیز سے کہ دیا ہے اونکو خرچ کرتے ہین یہہ لوگ وہ ہین
ایمان والے ساتہہ حق کے واسطے اونکو درجے ہین نزدیک اونکے رب کے اور بخشش اور رزق
ہے باکرامت **چوتہی آیت** سورہ منافقون مین ہے ولله العزة ولرسوله وللمؤمنین
ولکن المنافقین لا یعلمون یعنی واسطے اللہ کے ہے عزت اور واسطے رسول اوسکے کے اور
واسطے ایمان والون کے مگر منافق نہین جانتے۔ یہہ تو عموماً مومنین کی عزت کا بیان ہے جو
اونکو خدا کے نزدیک حاصل ہے اور انبیا کی شان تو اوسے لاکہون درجہ اعلیٰ و افضل ہے

چنانچہ خدا نے قرآن مین کسیکو خلیل اللہ کسیکو کلیم اللہ کسیکو روح اللہ اور کسیکے حق مین
ورفعناہ مکاناً علیاً فرمایا اور ہمارے حضرت کے حق مین وما ارسلناک الا رحمة للعلمین اور ورفعنا لک
ذکرک فرمایا اور خود حضرت نے اپنے حق مین انا اکرم الاولین والآخرین عند اللہ رواہ الترمذی
اور انا سید ولد آدم یوم القیامة رواہ مسلم اور انا حبیب اللہ رواہ الدارمی اور اذا کان
یوم القیمة کنت امام النبیین وخطیبهم وصاحب شفاعتهم رواہ الترمذی فرمایا سو اس سے بڑہکر اور کیا اہانت انبیا
و مومنین ہوگی کہ جنکو خدا فرماتا ہو کہ وہ میرے نزدیک عزت دار و بزرگ ہین اون سب کو بلا
استثنا مع دیگر ادنی مخلوقات کے چمار سے بہی ذلیل قرار دیا جاوے حالانکہ اسمین صرف مومنین و انبیا
کی ہی توہین ثابت نہین ہوتی بلکہ خدا تعالے کی بہی اہانت ثابت ہے کہ خدا تعالیٰ ایسے لوگون
کو معزز و مکرم قرار دیتا اور اپنا خلیل و حبیب بناتا ہے جو صاحب تقویة الایمان اور اوسکے متبعین
کے زعم مین اوسکی شان کے آگے وہ اتنی بہی عزت کے قابل نہین کہ جسقدر ایک چمار کی بادشاہ
کے آگے ہوتی ہے العیاذ باللہ من ہذہ العقیدة الفاسدة - **قولہ** بیان پر تو کسی انبیاء سے تخصیص
نہین اور قرآن مین تو خاص بعض انبیاء کے حق مین ایسا آچکا ہے چنانچہ پہلی آیت دیکہو وقالوا
اتخذ اللہ ولداً سبحانہ بل لہ ما فی السموٰت والارض کل لہ قانتون **جواب** کچہہ
تو خدا کا خوف کرو کیون دروغ گوئیم بر روئے تو پر عمل کر لیا ہے اس آیت کے کونسے لفظ سے یہہ نکلتا
ہے کہ ہر ایک مخلوق کیا بڑا کیا چہوٹا خدا کی شان کے آگے چمار سے بہی ذلیل ہے بلکہ اس آیت
شریفہ اور اس سے مابعد دو اور آیتون کا صرف اتنا ہی مطلب ہے کہ یہود و نصاری اور عرب
کے مشرکون نے کہا کہ عزیر اور عیسیٰ اور ملائکہ خدا کے بیٹے بیٹیان ہین پاک ہے اللہ ایسی باتون
سے بلکہ یہہ سب کچہہ جو آسمان اور زمین مین ہے سب ہی اوسکے فرمانبردار ہین - کجا یہہ اور کجا
آپکا یہہ کہنا کہ قرآن مین تو خاص بعض انبیاء کے حق مین ایسا آچکا ہے چہوٹا منہہ بڑی بات
کا مقولہ یاد دلاتا ہے - اور آپکو یہہ کہتے ہوئے کہ بیان پر کسی انبیاء سے تخصیص نہین شرم نہین
آتی سچ ہے بے شرم کی بلا دور - کیا لفظ ہر مخلوق مین مومنین و انبیاء داخل نہین اور اس تعمیم
کی پہر لفظ کیا بڑا کیا چہوٹا سے تخصیص نہین ہوئی کیا اس بڑی مخلوقات مین بنی آدم شامل
نہین جنکے حق مین قرآن مین ولقد کرمنا بنی آدم وارد ہے کیا اس بنی آدم مین بنی اسرائیل

یا بنی اسرائیل اذکروا نعمتی التی انعمت علیکم وانی فضلتکم علی العالمین مین خبر دیگئی ہے اور بنی اسرائیل وغیرہ
سے کیا امت محمدیہ اعلی نہین جسکے بارہ مین آیت کنتم خیر امۃ اخرجت للناس نازل ہوئی ہے
اور پیغمبر تو ان سب کے سردار ہی ہین اور ان سردارون مین بہی ہمارے حضرت افضل واکرم ہین
بقول شاہ عبد العزیز صاحب محدث دہلوی سے بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر۔ پس
باوجود اسکے یہہ کہنا کہ یہان پر کسی انبیاء سے تخصیص نہین کمال شوخ چشمی بلکہ جہالت مین داخل ہے
قولہ اس آیت کی تفسیر مین بیضاوی اور کبیر اور ابو السعود اور مولوی عبد الحکیم سیالکوٹی نے
بیضاوی کے حاشیہ پہ یون لکہا ہے کہ ما غیر ذوی العقول کے لئے مقرر ہے اور من ذوی العقول کے
لئے لیس مناسب مکان بل لہ کے من فی السموات تہا نہ ما فی السموات پہر یہان پر جو کہ انبیاء ملائکہ کا تہا
کیون ما فی السموات فرمایا اور من فی السموات نہ فرمایا اسکا جواب یہہ ہے کہ اونکے شان کی ذلت دکہانی
۔ بیان کرنیکو ایسا فرمایا کہ تم جسکو میرا بیٹا یا بیٹی جانتے ہو وہ میری عظمت وجلال کے مقابلہ مین جمادات
سے بڑہکر نہین ہین اور ضرور ہے کہ باپ اور بیٹے مین کچھہ تو مشابہت ہو حالانکہ میری ذات مین اور
اونمین کچھہ مشابہت نہین۔ **جواب**۔ آیت کو پیش کرتے جب کچھہ مطلب برآری نہ ہو سکی تو
حسب مثل مشہور الغریق یتشبث بالحشیش کے جہٹ تفاسیر کو پیش کردیا مگر الحمد للہ بقول حافظ [illegible]
مصرعہ تہیدستان قسمت را چہ سود از رہبر کامل۔ کے وہانسے بہی صاف جواب ہی ملا کیونکہ
کسی تفسیر سے یہہ نہ نکلا کہ ہر مخلوق کیا بڑا کیا چہوٹا خدا کی شان کے آگے چمار سے بہی ذلیل ہے بلکہ تفاسیر
مول بالا سے صرف اتنا ہی ثابت ہے کہ اسجگہ (ما) جو غیر ذوی العقول کے لئے آتا ہے بجائے (من)
کے صرف تحقیرا لشانہم اے شان العزیر والعیسی آیا ہے اور تحقیر کے معنی خورد شمردن کے ہین
جیسا کہ منتخب وغیرہ لغات مین ہے نہ وہ جو آپنے اپنی خوش فہمی سے ذلت وحقارت سے تعبیر کئے ہین سچ ہم
بہی مانتے ہین کہ حضرت عزیر وعیسی بلکہ کل انبیاء ومرسلین کا رتبہ خدا سے بہت کم اور چہوٹا ہے انہین
آیتو تفاسیر کے دکہانے کی ناحق تکلیف اوٹہائی اور تحصیل لاحاصل پر عمل کیا البتہ بیضاوی کے حاشیہ
پر اس مقام مین ضرور لکہا ہے کہ تحقیرا لشانہم ولارالذین جعلوہم ولد اللہ وانہم فی جنب عظمۃ
تعالی جمادات مستویۃ الاقدام معہا فی عدم الصلاحیۃ لاتخاذ الولد انتہی۔ جسکا صرف اتنا ہی مطلب ہے
کہ ان لوگون نے جنکو خدا کا بیٹا بیٹی قرار دیا ہے وہ اس قابل نہین کہ اونکو بیٹا بنایا جاوے کیونکہ

وہ خدا کی عظمت وجلال کے مقابلہ مین مثل جمادات کے ہین حالانکہ باپ اور بیٹے مین کچھہ تو مشابہت
ہونی چاہیے سو اس عبارت کو جملہ چمار سے بہی ذلیل ہے سے کیا مناسبت ہے کجا وہ کجا یہ آسمان
وزمین بلکہ عرش وکرسی کی تفاوت ۔ ع ببین تفاوت راہ از کجاست تا بکجا ۔ اگر دینی تحقیق
یہی رہ گئی ہے کہ رطب ویابس اور حسن وقبح مین بہی تمیز نہین تو بس اللہ الہ خیر وصلح دین کا کام
تمام ہو گیا ۔ ؎ گر ہمین مکتب وہمین ملا است ۔ کار طفلان تمام خواہد شد ۔ کیا جمادات جو
فی نفسہ ایک پاک چیز ہے چمار کے ساتھہ جو بحکم انما المشرکون نجس کے نجس ہے اوسکا کام بہی نجاست
کا ہے مساوی ہو گیا کیا آپکو معلوم نہین کہ جمادات مین سے ایک حجر اسود بہی ہے جو اپنی فضیلت
کے سبب سے واجب التعظیم ہے بلکہ حدیث مین تو یہانتک آیا ہے عن ابن عباس قال قال رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم فی الحجر واللہ لیبعثنہ اللہ یوم القیمۃ لہ عینان یبصر بہما ولسان ینطق بہ
یشہد علی من استلمہ بحق ۔ رواہ الترمذی وابن ماجہ والدارمی یعنے رسول اللہ نے
حجر اسود کی شان مین فرمایا کہ قسم ہے اللہ کی البتہ اوٹہاویگا اوسکو اللہ دن قیامت کے واسطے
اوسکی ہونگی دو آنکھین دیکھیگا ساتھہ اونکے اور ہوگی زبان بولیگا ساتھہ اوسکے گواہی دیگا
اوس شخص کے لئے جسنے بوسہ دیا ہوگا اوسکو ساتھہ حق یعنے ایمان وصدق کے یعنی گواہی ۔ **قولہ**
آیت جو تہی لیس کمثلہ شیء نہین اللہ جیسا کوئی دیکھو اس آیت مین بجائے قول مولویصاحب کے کہ ہر مخلوق
کیا بڑا کیا چہوٹا لفظ شے کا واقع ہے اور بجائے اس قول کے کہ چمار سے بہی ذلیل ہے لفظ لیس کمثلہ فرمایا
جواب توبہ توبہ آپ یہہ کیا کہہ رہے ہین یہہ بیداری کی باتین ہین یا خواب کی اضغاث احلام
ہین یہہ تو وہ بات ہوئی ؎ چہ خوش گفت است سعدی در زلیخا ۔ الا یا ایہا الساقی ادر کاسا
وناولہا ۔ مرد آدمی کچھہ تو ہوش کرو کیون اپنے پیشوا کی بخاطر طرفداری وحمائت مین نام آوری
کی غرض سے کہ ہم ہی پانچون سوارون مین سے ہین قرآن کی صریحا تحریف معنوی کرکے دین
کو برباد کر رہے ہو اور آیت ولا یتخذ بعضنا بعضا اربابا من دون اللہ کے مصداق بن رہے ہو
آج اپنے قرآن کی معنوی تحریف کر ڈالی کل آپ لفظی تحریف کرکے عملا وفعلا یہود ونصاری
کا ورثہ حاصل کروگے کہان آیت کا یہہ مطلب کہ اللہ جیسا کوئی نہین کہان آپکے پیشوا کہ اربابا
من دون اللہ کا یہہ قول کہ ہر مخلوق کیا اعلی کیا ادنی خدا کی شان کے آگے چمار سے بہی ذلیل ہے

اور اسپر معاذ اللہ آپکا یہہ حاشیہ کہ دونون ایکدوسرے کے مطابق ہین ؎ قیامت ہے
قیامت ہے قیامت ۔ **قولہ** اور عموماً ایسے کلمات حضرات صوفیہ کرام کی اپنی اپنی تصنیفات
مین موجود ہین دیکھو شیخ سعدی نے فرمایا ہے ؎ دل اندر صمد باید اے دوست بست
کہ عاجز تراست از صنم ہرچہ ہست ۔ دیکھو خدا نے قرآن مین بتونکو رجس فرمایا اور یہان پر سعدی
نے سوا خدا کے بلا امتیاز کسی نبی و ولی کے عموماً سب کو بتون سے عاجز فرمایا ۔ **جواب** اول
تو یہہ شعر بحث سے خارج ہے کیونکہ سوال از آسمان و جواب از ریسمان ہے مولوی غلام قادر صاحب
نے تو آپ لوگونکو اسبات پر مجبور کیا تہا کہ اپنے پیشوا کا مقولہ مذکور کسی آیت قرآنیہ یا حدیث
نبویہ سے ثابت کرو سو وہ تو آپ کچہہ ثابت نہ کر سکے اور یقین ہے قیامت تک نہ ثابت کر سکینگے
دوم خدا کی محبت مین انبیاء و صلحاء اور مومنین کی محبت داخل ہے اور خدا کی محبت سے انکی
محبت باہر نہین بلکہ ایسے مربوط و وابستہ ہے کہ جبتک انبیاء و مومنین کی محبت نہوگی صرف خدا کی
محبت کچہہ فائدہ نہ دیگی چنانچہ سورہ آل عمران مین ہے قُل اِن کنتم تحبون اللہ فاتبعونی یحببکم اللہ
یعنے کہہ اے محمد اگر تم اللہ کو دوست رکہتے ہو پس پیروی کرو میری دوست رکہیگا اللہ تمکو
سورہ نسا مین ہے و من یطع الرسول فقد اطاع اللہ یعنے جو شخص فرمانبرداری کرے رسول کی
پس تحقیق فرمانبرداری کی اوسنے اللہ کی اور سورہ مائدہ مین ہے و من یتول اللہ و رسوله
والذین آمنوا فان حزب اللہ ہم الغالبون یعنے جو کوئی دوست رکہے اللہ اور اوسکے رسول اور
اون لوگون کو جو ایمان لائے پس تحقیق گروہ اللہ کے وہ ہین غالب صحیح بخاری و مسلم مین انس
بن مالک سے روایت ہے قال رسول اللہ صلعم لا یؤمن احدکم حتی اکون احب الیه من والده
وولده والناس اجمعین یعنے حضرت نے فرمایا کہ نہین پورا ایماندار ہوئیگا تم مین سے کوئی جبتک کہ
مین اوسکے نزدیک زیادہ تر دوست نہو جاؤن اوسکے باپ بیٹے اور سب آدمیون سے اور معاذ
بن جبل سے روایت ہے سمعت رسول اللہ صلعم یقول قال اللہ تعالیٰ وجبت محبتی للمتحابین فی
والمتجالسین فی والمتزاورین فی والمتباذلین فی رواہ مالک یعنے سنا مینے حضرت سے کہ اونہون
نے کہا کہ فرمایا خدا نے کہ واجب ہوئی میری دوستی اون لوگون کے لئے جو ایکدوسرے کو میرے لئے
دوست رکہتے ہین اور میری ذکر و ثنا کے لئے باہم بیٹہتے ہین اور میری رضا کے لئے ایکدوسرے

کی زیارت کرتے ہین اور سیر کرہی لئے اکثر دھر پہ مال خرچ کرتے ہین - پس سعدی علیہ الرحمۃ کا مصرعہ اول خدا رسول و مومنین کی محبت سبکو شامل ہے اور مصرعہ دوم مین انبیاء و اولیا کسیطرح شامل نہین ہو سکتے بلکہ صرف وہ چیزین شامل ہین کہ جنکی محبت و تعلق سے خدا اور اسکے رسول سے بُعد ہوکر اونکے احکام کی تعمیل چھوٹتی ہے اور اسی قبیل سے ہے شیخ نظام الدین اولیا کی وہ عبارت جو کتاب فوائد الفواد مین اونہون نے لکہی ہے کہ ایمان کسے تمام نشود تا ہمہ خلق نزدیک او ہمچنین نہ نماید کہ اشک شترا انتہی - سوم آپ محض بسبب نہ سمجھنے مطلب کے اس شعر کو پیش کرتے ہین اگر آپ کسی طفل مکتب سے بہی اس شعر کا مطلب پوچھتے تو وہ آپکو صاف صاف بتا دیتا کہ اس شعر کی مراد صرف اتنی ہے کہ دل خدا کے ساتھہ لگانا چاہیے کیونکہ خدا کے سوا اور جسقدر دلبستگی کی چیزین مثل مال و دولت و اولاد وغیرہ ہین وہ سب بُت سے بہی عاجز ہین یعنے جسطرح بت ایک عاجز چیز ہے اور اوسکو پوجنے سے پوجنے والے کو کچھ فایدہ نہین اسیطرح خدا کے سوا جو اور چیزین دلبستگی کی ہین ان سے دل لگانا بے فایدہ ہے یہان کسی نبی و ولی کا تو ذکر کیا بلکہ گمان و خیال تک نہین جسکے لئے آپ تو وہ طوفان بنا کر مضحکہ طفلان نے شعر کا مطلب خود نہ سمجھ سکے اور بیچارے سعدی پہ ناحق بہتان باندہ دیا ع برین عقل و دانش بباید گریست - **قولہ** شاید حضرت شہرین نے معنی مولویصاحب کی اردو عبارت کو بہی نہین سمجھے تب ہی وہ آیات جنکو مولویصاحب کی کلام سے کچھ بہی مناسبت نہین لکھہ سنائین اور لفظ آگے کے معنے جو مقابل کے ہین قرب کے سمجھ لئے ان معنون مین تو انبیاء کی عظمت کے منکر کو تمام اہل اسلام کافر جانتے ہین - **جواب** شکر ہے کہ آپکی زبان سے بہی تو اتنا نکلا کہ بمعنے قرب انبیاء کی عظمت کے منکر کو تمام اہل اسلام کافر جانتے ہین - ع عمرت دراز باد کہ این ہم غنیمت است لیکن حسب مثل مشہور خواہ بالین خواہ پائین نجسپی کہ سیانہ خواہد بود اس سے بہی آپکے پیشوا کسیطرح سرخرو نہین ہو سکتے کیونکہ آپ یہان لفظ (آگے) کو خواہ بمعنے مقابل خواہ قرب کے لین مگر یہ مقولہ (چمار سا ذلیل ہے) ایسا ہے کہ اوسکے ہوتے آپکی کوئی تاویل نہین بن سکتی **شعر** کمین فروغ نہ پائینگے پیش یار چراغ + وہ ماہ ایک طرف اکطرف ہزار چراغ + بلکہ ان معنون مین بہی وہی اعتراض قایم ہے کہ انبیاء و مومنین وغیرہ کو خدا کی شان کے مقابل مین بجنس وجود سے جو چمار ہے تشبیہ دینے کو علاوہ خود خدا کی اہانت ثابت ہے کہ وہ باوجود قادر مطلق

ہونگے اپنے ایسے دوست پکڑنا و حبیب بنانا ہے جو آپکے پیشوا کے زعم مین اونکی اتنی بہی حیثیت
و منزلت نہین جو ایک مجازی بادشاہ کے مقابلہ مین ایک چمار کی ہوتی ہے حالانکہ ہمنے کبہی
نہین سنا کہ کسی بادشاہ نے چمار کو اپنے پاس تک آنے دیا ہو اور اللہ جلشانہ تو قطع نظر انبیاء
کرام کے درجات کے عوام مومنین متقین کو قیامت کے روز ایسے قرب و منزلت کو مکان پر اپنے
پاس بٹہائیگا کہ اوس سے زیادہ عزت متصور نہین چنانچہ سورہ قمر مین ہے ان المتقین فی جنات
و نہر فی مقعد صدق عند ملیك مقتدر یعنے پرہیزگار لوگ قیامت کے روز باغون اور
نہرون مین ہونگے مکان پسندیدہ مین ایسے بادشاہ کے پاس جو قادر ہے سب چیزون پر آپنے تو اپنی
طرف سے بیجا طرفداری مین کوئی دقیقہ فروگذاشت نہ کیا مگر خدا کے فضل سے آپکے پیشوا کے اوگلے ہوئے
پر کچہہ بہی پردہ نہ پڑ سکا ۔ نخل اسید نہ اکا بہی ثمر نہ ہوا ۔ لاکہہ ارمان کئے پہولنے پہلنے کے لئے ۔

اب مین مختصراً اون تین آیات قرآنیہ اور تین احادیث نبویہ کا بہی جواب لکہتا ہون جو صاحب
ستارہ محمدی نے اپنی سوء فہمی سے بڑے فخر کے ساتھہ اسمقام پر لکہی ہین اور ناحق مسلمان بہائیون
کو دہوکہ دیکر راہ راست سے اونکو بہکایا ہے ۔ **قولہ** ۔ پہلی آیت سورہ الحاقہ مین خدا نے آنحضرت کی نسبت
فرمایا ولو تقول علینا بعض الاقاویل الخ ۔ **جواب** اگر آپ اس آیت کا مفہوم سمجہتے تو کبہی اسکو
اپنے اثبات دعوی مین پیش نہ کرتے کیونکہ یہان خدا تعالے نے صرف اپنی شان و عظمت اور جلال
کو ہی ظاہر نہین کیا بلکہ کفار و منکرین کو جو قرآن کو کلام الٰہی نہین سمجہتے اور حضرت کی خانہ ساز
بات جانتے تہے سخت تعریض و تہدید فرما کر حضرت کے صدق و راستی پر کمال مبالغہ ظاہر فرمایا ہے
اور اصل مین مابین محب و محبوب کے یہہ ناز و نیاز کی باتین ہین چنانچہ شیخ عبد الحق محدث دہلوی
نے مدارج النبوت مین اس آیت کے ذیل مین لکہا ہے واین مبالغہ است در صدق وی صلعم
و نگاہ داشتن حق تعالی او را از کذب و افترا ولیکن درین عبارت اظہار سطوت و غلبہ ربوبیت است
باوجود تشریف و تکریم لیغفر لك اللہ واین نازیست از کمال محبت و اہتمام بحال وی و در حقیقت
تعریض است بمفتریان و کذابان تا ہوشیار شوند و اصل قاعدہ ہمانست کہ سابقاً گفتہ شد کہ
مارا آن نگاہ باید داشت در آنچہ در عالم محبی و محبوبی از ناز و نیاز بگذرد انتہی ۔ افسوس کیسا
زمانہ آگیا ہے کہ جس کلام کو محققین متقدمین محب و محبوب مین ناز و نیاز کی باتین قرار دیتے آئے ہون

جلد اول ص ۱۱ نمبر ۱۱ مطبوعہ مصری

اس زمانہ کے گستاخ بے ادب اسلام کے پیرایہ مین اوسی مخالف کی ذلت و حقارت پر محمول
کرتے ہین سچ ہے **مصرعہ** ہنر بنظر عداوت بزرگتر عیب است۔ حضرت من یہہ قرآن شریف
ہے بازیچۂ طفلان نہین کہ آپ بغیر تفسیر مفسرین کے جس طرح چاہین آیتون کو اپنے مطلب کے
لئے پھیر لین اور وعید من تقضی بر ائیہ کا کچھ خیال نکرین خدا کے لئے ذرا تو عقل کو کام مین
لاؤ اگر بفرض محال حسب مفہوم اس آیت کر آنحضرت صلعم اپنے پاس سے کوئی بات کہکر خدا
کی طرف لگاتے تو یہہ کہان سے ثابت ہوتا ہے کہ وہ خدا کے آگے معاذ اللہ چمار سے بہی ذلیل
ہوجاتے حالانکہ خدا نے منکرین کو آنحضرت کی صدق مقالی ظاہر کرنے کے لئے صرف اتنا ہی
فرمایا ہے کہ بفرض محال ایسی صورت کے واقع ہونے مین ہم ان کا داہنا ہاتہہ پکڑ کر انکی رگ
کاٹ ڈالتے یہہ آپکے فہم کی خوبی ہے کہ کچہہ کا کچہہ سمجہہ لیا۔ **ع** سخن شناس نۂ دلبرا خطا اینجا است
قولہ دوسری آیت سورہ زمر مین ہے لئن اشرکت لیحبطن عملک ولتکونن من الخاسرین
تیسری آیت سورہ انعام مین ہے ولو اشرکوا لحبط عنہم ما کانوا یعملون **جواب** پہلی آیت مین گو
آنحضرت صلعم اور دوسری مین چند انبیاء کو مخاطب کر کے فرمایا گیا ہے مگر مراد ان سے امت
کے لوگ ہین چنانچہ پہلی آیت کے ذیل مین تفسیر معالم التنزیل مین لکہا ہے ھذا خطاب
مع الرسول والمراد منہ غیرہ انتہی یعنے خطاب ساتہہ رسول کے ہے اور مراد اوس سے غیر لوگ ہین
اور مدارک التنزیل مین لکہا ہے لان الخطاب للنبی والمراد بہ غیرہ انتہی اسیطرح تفسیر حسینی
وغیرہ مین لکہا ہے۔ اور دوسری آیت کے ذیل مین تفسیر حسینی مین لکہا ہے کہ درین آیت تہدید
عظیم است مر مشرکان را انتہی۔ مدارج النبوت مین محدث دہلوی لکہتے ہین۔ خطاب اگرچہ بحضرت
است ولیکن مراد تعریض بغیر اوست چنانکہ در قول او تعالی لئن اشرکت لیحبطن عملک و چنانکہ
قول او تعالی مر عیسی بن مریم را انت قلت للناس اتخذونی وامی الہین من دون اللہ این روش
در کلام بسیار است چنانکہ سلطان امیرے را بر قومی گماشت و میخواہد سلطان کہ امر کند رعیت
را بحکمی توجہ بآن قوم نمیکند بلکہ با امیر میکند و میگوید کہ چنین و چنان کن واگر چنین کنی و چنان
کنی ترا چنین کنم و چنان کنم در ظاہر خطاب با امیر میکند ولیکن مراد قوم دارد و در حقیقت خطاب
باایشان میکند انتہی۔ اگر آپ تفاسیر اور محققین کی تحقیق کو دیکہتے اور کچہہ عقل کو کام

فرماتے تو کیا یک اس طرح ان آیات کو پیغمبرون کی ذلت وحقارت پر محمول نہ کرتے مگر آپ دیکھتے کیون اگر یہ کہا بھی ہو گا تو صریحاً چشم پوشی کر لی ہوگی کیونکہ آپکو تو اس رسالہ کے لکھنے اور چھپانے سے محض تجارت کی ترقی مدنظر ہے اس موقع پر کسی بزرگ نے سچ کہا ہے ؎

چون غرض آمد ہنر پوشیدہ شد۔ صد حجاب از دل بسوئی دیدہ شد۔

قولہ پہلی حدیث اللھم انی ضعیف فقونی وانی ذلیل فاعزنی وانی فقیر فارزقنی دوسری حدیث اللھم اجعلنی صبوراً واجعلنی شکوراً واجعلنی فی عینی صغیراً وفی اعین الناس کبیراً تیسری حدیث رب فذللنی وفی اعین الناس فعظمنی ومن سیئ الاخلاق فجنبنی **جواب** ان احادیث مین لفظ ذلیل اور فذللنی سے مراد ذلت وخواری نہین ہے جس سے آپکو دھوکہ ہوا کیونکہ اگر ذلیل سے ذلت وخواری کے معنے مراد رکھی جاوین تو پہلی حدیث کے جملہ وانی ذلیل کا آیۃ ولله العزة ولرسوله وللمؤمنين ولكن المنافقين لا يعلمون سے صریح تناقض ثابت ہوگا کہ خدا تو حضرت کو معزز فرمائے اور وہ اپنے آپکو ذلیل قرار دیکر عزت کے خواہان ہون اور تیسری حدیث کا پہلا جملہ رب فذللنی **حدیث** اللھم انی اعوذ بك من الفقر والفاقۃ والذلۃ سے متناقض ہے کیونکہ پہلی حدیث مین آپ فرماتے ہین کہ اے رب مجکو ذلیل کر اور دوسری مین فرماتے ہین کہ مین ذلت سے پناہ مانگتا ہون۔ اصل حال یہ ہے کہ لفظ ذلیل چند معنی مین مشترک ہے جیسا کہ غیاث اللغات مین لکھا ہے ذلیل خوار از منتخب در لطائف بمعنی خوار وگنہگار ورام ومطیع ونرم وآسان انتہی اور ذلیل مفرد ہے اور جمع اسکی اذلہ واذلاء ہے جیسا کہ منتخب مین ہے پس ان احادیث مین پہلے معنے مراد نہین بلکہ نرم ورام ومطیع وآسان مین سے حسب موقع مراد ہین اور انہین معنے کے مرادف ہی جو ملا علی قاری نے حرز الثمین شرح حصن حصین مین لکھا ہے فالمراد بالذلۃ عدم الجاہ والاعتبار عند عامۃ الناس انتہی اور یہی معنی قرآن مین بھی بعض مقامات مین آئے ہین جیسا اذلۃ علی المؤمنین واعزۃ علی الکافرین یعنے نرم ہین مومنون پر اور غالب ہین کافرون پر انہا بقرۃ لا ذلول یعنے وہ بیل ہے نہ فرمانبردار یعنے جوتا ہوا۔ سو اس تحقیق کے بموجب پہلی حدیث کے یہ معنے ہین الہی مین تحقیق کم زور ہون پس مجکو قوت دے اور تحقیق مین نرم اور دبے دبے ہون پس مجکو عزیز وغالب کر اور تحقیق مین فقیر ہون پس مجکو روزی دے۔ پس اسمین کچھ شک نہین کہ ابتدا مین حضرت بہت کم زور اور نرم دبے دبے تھے اور کفار انکو طرح

طرح کی تکالیف پہونچاتے تھے جسکے لئے حضرت کو یہہ بھی دعا مانگنی پڑی اَللّٰھُمَّ اَیِّدِ الْاِسْلَامَ یعنی خداوندا
توقوی کر اسلام کو عمر کے اسلام کے ساتھہ اور ایکدفعہ یہہ بھی فرمایا اَللّٰھُمَّ اَعِزَّ الْاِسْلَامَ بِاَبِیْ جَھْلِ بْنِ ھِشَامٍ
اَوْ بِعُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ یعنی خدایا عزیز اور غالب کر اسلام کو بسبب اسلام لانے ابی جہل بن ہشام یا عمر بن
خطاب کے ۔ دوسری حدیث کا یہہ مطلب ہے کہ الٰہی کر مجکو بہت صبر کرنیوالا اور کر مجکو بہت
شکر کرنیوالا اور کر مجکو میری آنکھوں مین چھوٹا (تاکہ مین عجب اور غرور مین نہ پڑون) اور لوگون
کی آنکھون مین بڑا (تاکہ اونمین میرا وعظ اور امر ونہی اثر کرے) کذا فی حرز الثمین شرح
حصن حصین ملا علی قاری ۔ تیسری حدیث اسکی مرادف ہے یعنے اے رب مجکو میری نظر مین
نرم کر اور لوگون کی نظر مین مجکو عظیم دکھلا اور بری عادتون سے مجکو دور رکھہ ۔ پس دیکھو ان احادیث
کا کیا مطلب تھا جنکو مولف ستارہ نے اپنی کم فہمی سے کچھہ اور ہی سمجھکر معاذ اللہ حضرت کی ذلت
پر محمول کردیا اور اسی سرمایہ علمی و بے بضاعتی پر یہہ بے لگامی کہ آئمہ مجتہدین پر طعن کرنے لگے
کسی نے کیا عمدہ کہا ہے ؎ اگر ہوتا زمانے مین حصول علم بے محنت ۔ تو بس ساری کتابین ایک
جاہل دہو کے پی جاتا ۔ **صاحب** شہاب ثاقب وستارہ محمدی اپنے پیشوا کے اس قول کی
نسبت کہ (سب لوگ پہلے اور پچہلے آدمی اور جن یہہ سب ملکر جبرائیل اور پیغمبر ہی سے ہوجاوین تو
اوس مالک الملک کی سلطنت مین اونکے سبب سے کچھہ بھی رونق بڑھہ نجائیگی اور جو سب شیطان
اور دجال ہی سے ہوجائین تو اوسکی کچھہ رونق گھٹنے کی نہین) یہہ فرماتے ہین کہ یہہ اس حدیث
قدسی کا ترجمہ ہے یا عبادی لو ان اولکم وآخرکم وانسکم وجنکم کانوا اتقی قلب رجل واحد منکم
ما زاد ذلک فی ملکی شیئا ولو ان اولکم وآخرکم وانسکم وجنکم کانوا علی افجر قلب رجل واحد منکم
ما نقص ذلک من ملکی شیئا ۔ **جواب** آپکا یہہ کہنا کہ مولوی محمد اسمعیل کا ایسا لکہنا بعینہ حدیث
مذکورہ بالا کا ترجمہ ہے بجائے اونکی ابرار کے ثابت کرتا ہے کہ اونکو عربی عبارت کو سمجھنے اور صحیح ترجمہ
کرنے تک لیاقت نہین تھی ورنہ وہ کانوا علی اتقی قلب رجل واحد منکم کا ترجمہ (جبرائیل وپیغمبر ہی سے
ہوجائین) نکرتے ایسا ہی جملہ کانوا علی افجر قلب رجل واحد منکم کا (سب شیطان اور دجال ہی سے ہوجائین)
کیونکہ اس عبارت کا جسکو ذرا بھی عربی سے مس ہے بخوبی معلوم ہے کہ یہہ مطلب نہین بلکہ اس کا
یہہ مطلب ہے کہ ایک مرد بڑے متقی اور پرہیزگار دل کی صفت پر یعنے پیغمبر کے برابر متقی ہوجاوین

سو یہہ غلطی گو آپ جیسے موٹی عقل والون کے نزدیک ایک ذراسی معلوم ہوتی ہوگی مگر حقیقت مین یہہ اسقدر بڑی ہے کہ اوس سے کفر لازم آسکتا ہے کیونکہ حدیث کے مفہوم کے بموجب ہر ایک آدمی پیغمبر کے برابر پرہیزگاری کرسکتا ہے کیونکہ پرہیزگاری و گنہگاری ایک کسبی بات ہے اسلیئے بندہ ماموربہ اوامر و نواہی ہے لیکن آپکے پیشوا کے قول جبرائیل پیغمبر ہی سے ہوجائین سے ثابت ہوتا ہے کہ تمام لوگ مثل پیغمبر کے ہوسکتے ہین اور ایسا ہونا اونکے اختیار مین ہے اور یہہ صریح کفر ہے کیونکہ پیغمبری کا درجہ کسبی نہین کہ آدمی اچھے کام کرکے پیغمبر بن سکے بلکہ وہی ہے جسکو خدا چاہتا ہے اوسکو یہہ مرتبہ بخشتا ہے چنانچہ اوسکی نسبت اللہ جلشانہ جابجا فرماتے ہین ذلک فضل اللہ یوتیہ من یشاء اور پھر پیغمبر بھی ایسے پیغمبر جیسا ہو جسکے حق مین یہ حدیث قدسی وارد ہے لولا محمد لما ظہرت ربوبیتی رواہ الحاکم و عن عمر مرفوعاً ان آدم علیہ السلام رای اسم محمد مکتوبا علی العرش وان اللہ تعالی قال لآدم لولا محمد ما خلقتک رواہ الحاکم فی صحیحہ افسوس آپ کچھ سوچتے سمجھتے نہین اور تمہارے فرقہ کا جو کوئی شخص کچھ لکھدیتا ہے آنکھین بند کئے آمنا وصدقنا کہکر اوسپر عمل کرنے لگ جاتے ہو اور زبان سے فخر اتباع حدیث کا کرتے ہو ؎ کیا فخر کرتے ہو ایسی سوجھ پہ روؤگے محشر مین ایسی سوجھ پہ - اسکے بعد صاحب شہاب نے دو آیتین الٹی لکھہ ماری ہین جنکا صرف اتنا ہی مطلب ہے کہ خدا تعالی فرماتا ہے کہ مجکو لوگون کے ایمان و کفر کی کچھہ پرواہ نہین اور اونکے اسلام و کفر سے میرا کچھہ سنورتا و بگڑتا نہین سو یہہ ہم بالرای العین مانتے ہین اور یہہ ہی ہمارا دین و ایمان ہے مگر آپکے پیشوا کے قول سے ان آیات کو کیا نسبت جو آپنے بابن رلیش و فش لکھہ مارین -

قولہ مولویصاحب مرحوم کا فرمانا کہ خدا چاہے تو ایک آن مین جبرائیل اور محمد جیسے کروڑون پیدا کرڈالے یہہ عین ترجمہ اس آیت کا ہے جو سورہ فرقان مین ہے ولو شئنا لبعثنا فی کل قریۃ نذیرا یعنی اگر ہم چاہتے تو ضرور کہڑا کرتے ہر ایک بستی مین نبی ڈرانیوالا - اس آیت کی تفسیر مین امام رازی نے کئی وجہ لکھی ہین جنمین سے تیسری وجہ یون لکھی ہے کہ اس آیت مین خدا نے آنحضرت صلعم کی شان مین اپنے کمال لطف اور عنایت کو ظاہر فرمایا اور کچھہ اسمین اپنی عظمت و جلال و بے پرواہی کا بہی جلوہ دکہایا یعنے یہہ فرمایا کہ ہم ہر ایک بستی مین محمد جیسے نبی کے بھیجنے پہ قادر ہین اور محتاج نہین ہین البتہ ایک محمد صلعم کی تادیب ہے اور اظہار اپنی

کمال قدرت اور جلال کا اور پہر یہہ فرمایا کہ اگر چاہتے تو ایسا کردکہلاتے مگر چاہا ہی نہین
اور تم ایک ہی کو کل عالم کا نبی بنایا اظہار ہے کمال لطف اور عنایت کا انتہی ملخصًا
جواب یہ آیت جسکو آپنے اپنی خوش فہمی سے بڑے فخر کے ساتہہ اپنے مدعا کے اثبات مین
پیش کیا ہے یہہ تو مین ہمارے مطلب کی اور عدم امکان نظیر خاتمیت آنحضرت صلعم کی دلیل
قوی ہوکر تمہارے مدعا کو بالکل بیخ و بن سے برکندہ کرنیوالی ہے کیونکہ یہہ آیت مکی ہے اور
اسمین خدا نے یہہ اظہار فرمایا ہے کہ اگر ہم چاہتے البتہ کہڑا کرتے ہر ایک گانو مین پیغمبر ڈرانیوالا
لیکن اسلئے نہین چاہا کہ تمپر نبوت ختم ہوکر تمہاری عظمت شان و علو مکان قیامت تک
ظاہر ہو چنانچہ تفسیر حسینی[1] مین لکہا ہے اگر میخواستیم ہر آئینہ بر می انگیختیم در ہر دہی پیغمبری بیم
کنندہ اما بجہت تعظیم شان و علو مکان تو نبوت را بہ تو ختم کردیم و ترا یگانہ مسلمانان و مرسلان
تا روز قیامت بعوث ساختیم انتہی ایسا ہی دیگر تمام تفاسیر مین قریب قریب اسکے لکہا ہے
اور اسکے بعد مدینہ مین آنحضرت کے حق مین آیت ما کان محمد ابا احد من رجالکم ولکن رسول الله
وخاتم النبیین وکان الله بکل شیئ علیما نازل فرمائی ہے اسکی تفسیر مین معالم التنزیل[2] مین لکہا ہے قال
ابن عباس یرید لو لم اختم بہ النبیین لجعلت لہ ابنا یکون بعدہ نبیا و روی عن عطاء عن ابن عباس
ان الله تعالی لما حکم ان لا نبی بعدہ لم یعطہ ولدا ذکرا یصیر رجلا انتہی اور مشکوة[3] مین بخاری و مسلم
کی حدیث اس طرحپر درج ہے عن ابی ہریرة قال قال رسول الله صلی الله علیہ وسلم مثلی ومثل الانبیاء
کمثل قصر احسن بنیانہ ترک منہ موضع لبنة فطاف بہ النظار یتعجبون من حسن بنیانہ الا موضع
تلک اللبنة فکنت انا سددت موضع اللبنة ختم بی البنیان وختم بی الرسل انتہی یعنے
رسول خدا نے فرمایا کہ میری مثل اور مجہسے اگلے پیغمبرون کی مثل اوس شخص کی طرح ہے
کہ جسنے ایک مکان بنایا سو اوسکو بہت ستہرا اور اچہا بنایا مگر اوسکے کونون مین سے کسی کونے
کو ایک اینٹ کے برابر ناتمام رکہا سو آدمی اوسمین دیکہنے کو گہومنے لگے اور تعجب کرنے لگے اور
کہنے لگے کہ یہہ اینٹ کیون نہین جمائی گئی سو وہ اینٹ مین ہون اور مینے بند کردی ہے جگہہ
اینٹ کی پورا ہوا ہے مجہسے مکان نبوت کا اور پورے ہوئے ہین مجہسے پیغمبر ــ وعن العرباض[4] قال
رسول الله صلعم انی عند الله مکتوب خاتم النبیین یعنے مین خدا کے پاس خاتم النبیین لکہا ہوا ہون

[1] [illegible]
[2] [illegible]
[3] [illegible]
[4] [illegible]

دیکھو پہلی آیت مین خدا نے ولو شئنا کا لفظ فرما کر ضمناً اپنی عدم مشیت کا اظہار دربارہ
نظیر رسول کریم کیا ہے اور مشیت خدا کی صفات ازلیہ مین سے مثل حیات و علم و قدرت وغیرہ
کے ہے اور مشیت مراد ہے ارادہ تامہ سے جسکے خلاف نہین کرتا جیسا کہ عقائد کی کتابون مین مثل
شرح فقہ اکبر و شرح عقائد نسفی وغیرہ کے مصرح ہے اور یہہ بہی ثابت ہے کہ دنیا و آخرت مین جو جو
چیز واقع ہونی ہے وہ سب خدا کی مشیت ازلیہ و علم و قدرت سے لوح محفوظ مین پہلے سے لکہی گئی ہے
لقولہ تعالی وکل شئ فعلوہ فی الزبر وکل صغیر و کبیر مستطر پس آیت مذکور حسب مفہوم خود
اور بیان تفاسیر یہہ ثابت کرتی ہے کہ اگر ہم اپنی مشیت ازلیہ مین چاہتے تو محمد جیسے اور پیغمبر
مبعوث کرتے مگر اسلئے مبعوث کرنا نہین چاہا کہ اونکی اعلی شان اور فضلیت ثابت ہو اور دوسری
آیت مین اوس فضیلت کا بیان کردیا کہ وہ ختم نبوت ہے کہ اونکے بعد اور کوئی پیغمبر نہوگا اور حدیث
نے اوسکی تائید مین یہہ بتادیا کہ مکان نبوت مین جو ایک اینٹ کی جگہہ خالی تہی اوسکو ہمارے وجود
با جود نے پر کرکے تکمیل کردیا ہے اب اوسمین اور کسی اینٹ کے لگنے کی گنجائش نہین رہی -
پس پہلی آیت کا یہہ مطلب ہوا کہ ہمنے نہ تو محمد کے اول اور نہ اونکے بعد اون جیسا اور نبی بہیجنا
چاہا ہے سو اس صورت مین مولوی محمد اسمعیل کا یہہ قول کہ اگر خدا چاہے تو ایک آن مین محمد
جیسے کروڑون پیدا کر ڈالے آیات و احادیث مذکورہ کو سراسر مخالف ہے - اول اسلئے کہ خدا تو
یہہ فرماتا ہے کہ ہمنے نہ اب نہ آئیندہ کو محمد جیسا اور کوئی بہیجنا چاہا ہے اور آپکے پیشوا یہہ کہہ کر
کہ خدا چاہے تو محمد جیسے کروڑون پیدا کر ڈالے خواہ نخواہ خدا کی مشیت کو حضرت جیسا پیدا
کرنے پر متعلق کرکے آنحضرت کی خاتمیت مین لوگون کو شبہہ مین ڈالتے ہین - دوم یہہ فقرہ کہ
کروڑون پیدا کر ڈالے ثابت کرتا ہے کہ حضرت جیسے کروڑون پیغمبر خدا کے علم مین موجود ہین صرف
پیدا اور ظاہر کرنیکی دیر ہے حالانکہ حضرت نے اپنے حق مین انی عند اللہ مکتوب خاتم النبیین فرمایا
ہے اور تفسیر جلالین مین زیر آیت وکان اللہ بکل شئ علیما کے لکہا ہے بان لا نبی بعدہ اور یہہ جو آپنے کہا ہے
کہ پیدا کر دینا اور بات ہے اور کر سکنا اور بات - حضرت من یہہ بات ہم بہی جانتے ہین مگر کیا کرین
آپکی اس تاویل کو خود اونکی عبارت ہی جہٹلا رہی ہے خدا کیلئے آنکہون پر سے تعصب کی پٹی
اوتار کر دیکہو کہ وہ تو صاف پیدا کر ڈالے کہہ رہے ہین جو کر ڈالے و کر دے ایک ہی ہین کہان

ادہنون نے پیدا کر سکتا ہو لکہا ہو جو اب المغنی فی بطن اثنا عشریہ عمل کرکے ناحق تحریف
معنوی کرتے ہین اور اپنی عاقبت کو سنوار رہے ہین ہیچ ہے ہ بے بصیرت را نباشد ورحق
و باطل تمیز + کور یک داند عصائے سحر و اعجاز کلیم ۔ سوم قول مذکور ثابت کرتا ہے کہ حضرت
جیسا اور پیدا ہونا ممکن ہے گو وقوع مین نہ آوے سو اسکو بہی علمائے کرام نے بالاتفاق کفر لکہا ہے
چنانچہ شیخ شہاب الدین فضل اللہ تورپشتی متوفی ۶۶۱ھ ہجری شارح مصابیح السنہ نے اپنی
کتاب معتمد المعتقد مین جو مشہور بہ عقائد تورپشتی ہے لکہا ہے وپیش از آمدن رسول علیہ
الصلوٰۃ والسلام بزبان انبیاء پیشین کہ وصف پیغمبر کردہ اند گفتہ شد کہ محمد آخر انبیاء است
ودر کتب انبیاء ہمہ یاد کردہ اند کہ محمد خاتم انبیاء است ومعنی خاتمیت آنکہ مثلاً قاری گوید کہ
من باخر سورہ ناس رسید ختم قرآن نمودہ ام زندیقان کہ منکر خاتمیت اند ظاہراً انکار
آن زبانی اظہار نیارند کردن اما بہ بہانہ ان اللہ علی کل شیء قدیر پائے در نہند و اہل اسلام
را در بہشت اندازند پس ہر کہ گوید بعد از وی صلعم نبی دیگر بود یا ہست یا خواہد بود ونیز آنکس
کہ گوید کہ امکان دارد کہ باشد کافر است انتہی ۔ یہان آن اصحاب ستارہ محمدی
کی دیانت کا بہی کچہ شمہ دکہلانا مناسب ہے جنہون نے بڑے فخر سے لکہا ہو کہ تقویت الایمان
کے اس مضمون (خدا چاہے تو ایک آن مین جبرائیل و محمد جیسے کروڑون پیدا کر ڈالے
کے مطابق کلام اللہ کی آیتین موجود ہین دیکہو پہلی آیت سورہ نساء مین ہے ان یشا یذہبکم
ایہا الناس ویات باخرین وکان اللہ علی ذلک قدیرا دوسری آیت سورہ ابراہیم مین ہے ان یشا
یذہبکم ویات بخلق جدید وما ذلک علی اللہ بعزیز **جواب** ۔ یہان تو آپکی مسلمانی خصوصاً اتباع
سنت نبوی کی قلعی خوب کہل گئی کہ ان آیات کو جو کفار کے حق مین تہین اپنا مطلب
ثابت کرنے کے لئے ناحق آنحضرت پر منطبق کرکے اپنے آپکو دوزخ کا ایندہن بنایا اگرچہ
آیات مذکورہ بالا کی ماقبل ومابعد آیات کو دیکہکر ایک طفل مکتب بہی صاف معلوم کر سکتا ہے
کہ آیات مذکور کفار کے حق مین ہین مگر ہم الزاماً تفاسیر سے بہی کچہ پیش کرتے ہین دیکہو پہلی
آیت مین ایہا الناس کے نیچے تفسیر معالم التنزیل مین لکہا ہے یعنی الکفار بیضاوی
مین ہے ۔ ہذا التہدید لمن کفر بہ وخالف امرہ وقیل ہو خطاب لمن عادی رسول اللہ من العرب انتہی

اور تفسیر حسینی مین لکہا ہے کہ جب یہہ آیت نازل ہوئی تو رسول اللہ نے مسلمانون کی
پشت پر دست مبارک مارکہ فرمایا کہ یات باخرین سے مراد تم ہی لوگ ہو۔ اور دوسری آیت
مین ان یشاء یذہبکم کے نیچے تفسیر عباسی مین لکہا ہے یعنی یا اہل مکۃ اور تفسیر حسینی مین لکہا ہے
بر و شمارا ای اہل مکہ و معدوم گرداند و بیارد آفریدہ نو بجائی شما کہ در کفر و تکذیب مثل شما
نباشند انتہی۔ علاوہ اسکے مؤلف ستارہ نے اس خیال سے کہ شاید کوئی قرآن نکالکر ان
آیات کو دیکہے اور ہمارا بہتان و کذب ظاہر ہو ان آیات کے پتہ دینے مین یہہ چالاکی کی کہ پہلی
آیت کا سورہ نسا مین پتہ دیکر حاشیہ پر لکہدیا کہ یہہ آیت چوتہے سیپارہ کے چوتہا پاؤ مین ہے
حالانکہ پانچوین سیپارہ مین ہے اور دوسری کی نسبت متن مین سورہ ابراہیم کا پتہ لکہکر حاشیہ
پر لکہدیا کہ یہہ سورہ فاطر کے تیسری رکوع مین ہے حالانکہ کجا سورہ ابراہیم کجا سورہ فاطر اور ترمیم
کرکے جو دوبارہ رسالہ مذکور چہپوایا تو اوسمین بہی اس کارسازی کو قایم رکہا تا کہ یکایک
لوگون کو آیات مذکور قرآن مین دستیاب نہو سکین واہ یہہ کیا دینداری ہے کیا اتباع سنت
نبوی اسی کا نام ہے کہ معاذ اللہ آنحضرت کو زمرہ کفار مین شمار کردیا افسوس اس زمانے بہی
آنا تہا کہ جن باتون کی مخالف اسلام جرأت نہین کرسکتے تہے اون کو خود مدعیان اسلام اسلام
کے پیرایہ مین کرنے سے نہین گذرتے ہے لباس مومنان کار شیاطین۔ اور صاحب ستارہ
جو آیۃ ان اللہ علی کل شئ قدیر کو بار بار پیش کرتے ہین اس سے اونکے دعوی کو کچہہ بہی تائید نہین
ہوتی کیونکہ تفسیر بیضاوی مین لکہا ہے کہ اس آیت مین لفظ شے کا مختص ہے ساتہہ موجود
کے کیونکہ شئے اصل مین شاء کی مصدر ہے جو کبہی بمعنی شاء یعنے فاعل کے بولی جاتی ہے اور
اس صورت مین خدا تعالی کو بہی شامل ہے قل ای شئ اکبر شہادۃ قل اللہ ط
اور کبہی بمعنی شئ اخری یعنے مفعول کے بولی جاتی ہے اور جس چیز کو خدا نے چاہا ہو وہ موجود
ہے گو ظہور اوسکا پیچہے ہو اور اسی پر مبنی ہے قولہ تعالی ان اللہ علی کل شیء قدیر
اور واللہ خالق کل شئے یعنے مطلب یہہ ہے کہ اس آیت مین لفظ شئ کا عام نہین بلکہ بمعنی مفعول
بولا گیا ہے اور اس آیت کے یہہ معنی ہین کہ خدا ہر ایک چیز پر جسکو اوسنے چاہا ہے قادر ہے ورنہ اگر عام
لیا جاوے تو لازم آتا ہے کہ خدا اپنا ثانی بہی پیدا کرنے پر قادر ہے کیونکہ شئے مین خدا بہی داخل ہے

۱ے دیکہو صفحہ ۲۱۲ جلد اول
۲ے صفحہ [illegible]
۳ے دیکہو تفسیر [illegible] جلد اول
۴ے صفحہ [illegible]

سو یہہ محال ہے اسلیئے دیگر تفاسیر مین لفظ شئے کا معنی مفعول ترجمہ کیا گیا ہے چنانچہ تفسیر جلالین مین لکہا ہے علی کل شیئ ای شاءہ قدیر اور معالم مین لکہا ہے وقت ابن عامر وحمزہ شاء وجاء حیث کان بالامالۃ انتہی اور ملا علی قاری نے شرح فقہ اکبر مین لکہا ہے وقد قیل کل عام یخص کما خص قولہ تعالی ان اللہ علی کل شیئ قدیر بما شاءہ لیخرج ذاتہ وصفاتہ ومالم یشاء من مخلوقاتہ وما یکون من المحال وقیل عن فی کائناتہ والحاصل ان کل شیئ تعلقت بہ مشیتہ تعلقت بہ قدرتہ پس آیت ہمارے دعوی کی موید ہوئی اور مخالفین کے مزعومات کی سراسر مبطل ہے ۔

۵ ہم الزام اونکو دیتے تہے وہ قصور اپنا نکل آیا ۔ مولوی غلام قادر صاحب کی اس تقریر پر کہ جب خدا تعالی نے حضرت کو خاتم النبیین فرمایا تو دو حال سے خالی نہین خدا کو علم تہا کہ کوئی روح مثل رسول خدا کے ہے یا نہ تہا اگر علم خدا مین تہا تو کہنا خاتم النبیین کا کذب اور دروغ ہوا اور یہہ کفر ہے اور اگر نہ تہا تو اب تقویۃ الایمان والا کہان سے لکہتا ہے کہ خدا چاہے تو محمد جیسے کروڑون پیدا کر ڈالے ۔ اسکا جواب صاحب شہاب ثاقب یہہ دیتے ہین ۔

قولہ اگر ایسا ہی ہے تو کئی جگہہ تکذیب قرآن لازم آویگی چنانچہ پہلی نظیر آپ فرماتے کہ جب خدا نے خاتم النبیین فرمایا تو دو حال سے خالی نہین خدا کو علم تہا کہ کوئی روح مثل رسول خدا کے ہے یا نہ تہا اگر تہا تو کہنا خاتم النبیین بقول آپکے کذب ہوا اگر نہ تہا تو خدا کہان سے فرماتا ہے ولو شئنا لبعثنا فی کل قریۃ نذیرا ۔ **جواب** ۔ جب خدا نے آنحضرت کو خاتم النبیین فرمایا تو کوئی روح مثل رسول خدا کے خدا کو علم مین نہتی جیسا کہ تفسیر جلالین مین زیر آیت ولو کان اللہ بکل شیئ علیما کے لکہا ہے بان لا نبی بعدہ اور آیت ولو شئنا اسکو مناقض نہین جیسا کہ آپنے اپنی خوش فہمی سے سمجہا ہے چنانچہ اسکا بیان پیچہے مفصل گذرا **قولہ** دوسری نظیر جب خدا نے ولا یزالون مختلفین (یعنے بنی آدم ہمیشہ آپسمین مختلف رہینگے) فرمایا تو دو حال سے خالی نہین خدا کو علم تہا تمام بنی آدم کا ہمیشہ تک ایک ہی اعتقاد پر متفق رہنے کا یا نہ تہا اگر تہا تو کہنا ولا یزالون مختلفین بقول آپکے کذب ہوا اور اگر نہ تہا تو اللہ کہان سے فرماتا ہے ولو شاء ربک لجعل الناس امۃ واحدۃ یعنے اگر چاہے تیرا رب کردے سارے اولاد آدم کو ایک ہی گروہ **جواب** ۔ خدا کو علم تہا کہ تمام بنی آدم ایک اعتقاد پر نہ رہینگے اور آیت ولو شاء اسکو مناقض نہین ہے

له صفحه ۔۔ مطبوعه مصطفائی
له صفحه ۔۔ مطبع
ببئی
له صفحه ۔۔
مطبوعه فاروقی

صرف آپکے فہم کا قصور ہے کہ شاء کا ترجمہ (چاہے) کر دیا حالانکہ اوسکا ترجمہ (چاہتا) ہے یعنے
اگر تیرا رب چاہتا تو البتہ تمام لوگ ایک ہی گروہ ہوتے سو اونہوں ایسا نہیں چاہا اسلئے ہمیشہ مخالف
رہینگے - واہ اسی مادہ علمی پر تصنیف و تالیف کا شوق ہوا ہے **قولہ** جب خدا نے ان الذین
حقت علیہم کلمت ربک لا یؤمنون یعنے جن لوگون پر سچ ہوا کلمہ تیرے رب کے عذاب کا وہ کبھی ایمان نہ لاوینگے
فرمایا تو دو حال سے خالی نہیں خدا کو علم تہا تمام بنی آدم کے با ایمان ہو جانیکا یا نہ تہا اگر علم
خدا مین تہا تو کہنا ان الذین حقت علیہم کلمہ ربک لا یؤمنون کا بقول آپکے کذب اور دروغ ہوا
اور یہ کفر ہے اور - اگر نہ تہا تو اب خدا کہانسے فرماتا ہے ولو شاء ربک لآمن من فی الارض کلہم جمیعا
اگر چاہتا تیرا رب ضرور ہی مومن ہوتے سارے لوگ جو زمین مین ہین سب ہی - **جواب**
خدا کو علم تہا کہ جن لوگون پر ہمارا کلمہ سچ ہوا وہ کبھی ایمان نہ لاوینگے اور دوسری آیت اسکی
مناقض نہین کیونکہ خدا کہتا ہے کہ ہمنے چاہا ہی نہین کہ سب لوگ ایمان لاوین پس اب تناقض
کہان رہا سہ کی بناوٹ بہت سی باتون مین + پر کہین چہپتی ہے بنائی بات -
اسکے بعد مولف نے بعنوان (جواب تحقیقی) محال عقلی کے قضیہ کو چہیڑ کر اوسمین پہر وہی
آیات ان اللہ علی کل شئ قدیر اور ولو شئنا لبعثنا کو پیش کیا ہے جنکا جواب کما ینبغی
پیچہے ہو چکا ہے اور نیز چونکہ محال عقلی کی نسبت مولوی فضل حق و مولوی فضل امام و مولوی
محمد قاسم صاحب بشرح و بسط بحث کرکے متعدد رسالہ تالیف کر چکے ہین اور محال عقلی کا مسئلہ
ایسا ہے کہ عوام اوسکو سمجہنے سے معذور ہین اسلئے اوسکے جواب کی یہان کچہ حاجت نہین ناظرین
خود اوسکا دفیہ کر سکتے ہین -
مولف ستارہ محمدی نے آخیر رسالہ تتمیم کرکے چہپوایا ہے اور اوسمین شیخ شرف الدین احمد بن
یحیی منیری کے مکتوب ۲۵ سے یہہ عبارت نقل کی ہے کہ اگر خواہد در ہر لحظہ صد ہزار - چون محمد بیافریند
الخ وہ حسب ذیل وجوہ سے قابل استناد نہین اور مبحث سے خارج ہے - اول یہہ کہ مولوی غلام
قادر صاحب کا یہہ دعوی تہا کہ چونکہ آپ لوگ بغیر قران و حدیث کے اور کوئی بات نہین مانتے
اسلئے اپنے پیشوا کے ہر ایک قول کو جو اونسے تقویۃ الایمان میں لکہا ہے قران یا حدیث سے ثابت کرو - **دوم** یہ کہ
تم خود ہی حسب تحریر حضرت مجتہد امرتسری کے صوفیائے کرام کو جو صرف نقشبندی - چشتی

قادری - سہروردی فرقوں مین منحصر مین جنمین صاحب مکتوب مذکور بہی داخل ہین منشرک
فی الرسالت ومشرک فی الالوہیۃ سمجہتے ہو تو پہر اونکے اقوال سے سند کیون لیتے ہو - سوم اگر آپ
اہل التصوف کے قول سے سند پکڑتے ہین تو آپکو صوفیائے کرام کا یہہ قول بہی ماننا پڑیگا کہ آنحضرت
کی تین صورتین ہین - ایک بشری - دوسری ملکی - تیسری حقی جیسا کہ تفسیر حسینی مین سورہ
مریم کے شروع کہیعص کی تفسیر مین لکہا ہے در مواہب صوفیان بادیہ از مواہب الہی کہ بران
حضرت شیخ رکن الدین علاء الدولہ والدین سمنانی قدس سرہ فرود آمدہ مذکور است کہ حضرت رسالت
پناہ راسہ صورت است یکی بشری قولہ تعالی انما انا بشر مثلکم دوم ملکی چنانچہ فرمودہ است انی
لست کاحد کم ابیت عند ربی یطعمنی ویسقینی سوم حقی کما قال علیہ السلام لی مع اللہ
وقت لا یسعنی فیہ ملک مقرب ولا نبی مرسل وازین روشن تر من رانی فقد رأی الحق
وحضرت اللہ تعالی را باو در ہر صورتی سخنے بعبارتی دیگر واقع شدہ در صورت بشری کلمات
مرکب چون قل ہو اللہ احد و در صورت ملکی حروف مفردہ مانند کہیعص و در صورت
حقی کلام مبہم کہ فاوحی الی عبدہ ما اوحی انتہی اور شیخ عبد الحق محدث دہلوی نے مدارج النبوت
مین لکہا ہے - بدانکہ احوال واوصاف شریف آنحضرت صلعم دو قسم اند یکے از آنچہ مذکور اند در
احادیث واخبار کہ ماثور اند بنقل ثقات ومسطور اند در کتب سیر از اخلاق وصفات کہ کامی
دوانی اند در نبوت ورسالت وی وافضلیت واکملیت وی از سائر انبیاء ورسل وقسمی دیگر است
کہ مکاشفان اسرار حقیقت ومشاہدان انوار وحدت بدیدہ بصیرت دریافتہ اند کہ انبیاء مخلوق اند
از اسمائے ذاتیہ حق واولیاء از اسماء صفاتیہ وبقیہ کائنات از صفات فعلیہ وسید رسل مخلوق است
از ذات حق وظہور حق در وی بالذات است انتہی ملخصاً پہر دوسری صفحہ مین لکہتے ہین پس
انبیاء واولیاء علیہم صلوات اللہ وسلامہ مظہر اسمائے وصفات گشتند ومحمد مظہر ذات گشت جل
وعلی عظام مقام اجلال واکرام علیہ بالذات وعلیہم بواسطہ افضل الصلوات والسلام وچون
سید رسل مخلوق است از ذات حق وظہور حق در وے بالذات است منفرد وفائق آمد از ہر کہ
غیر اوست در تمامہ صفات وجمیع کمالات وہم ازین جہت ناسخ است دین وے سائر ادیان را انتہی
اور اسکے بعد چند صفحات مین قرآن وحدیث سے اسکو دلائل بیان کئے ہین - اب آپکو لازم ہے

جلد دوم صفحہ ۱۰۱ ۱۲

جلد دوم صفحہ ۲۰۰ ۱۸

کہ اہل باطن کے قول مذکورہ بالا کو بھی بالراس والعین تسلیم کرین ورنہ یونسون مغضوب علیہم ولا الضالین کا مصداق ہونا پڑیگا حالانکہ آپ اس سے صرف انکار ہی نہین کرتے بلکہ آنحضرت صلعم کی خفی صورت اور خدا کی ذات سے مخلوق ثابت کرنیوالون کو کافر تک کہنے سے نہین چوکتے جیسا کہ آپکے مجتہد امرتسری نے تحقیق الکلام کے صفحہ ۸۹ مین سے گفتہٴ او گفتہٴ اللہ بود کے قائل تک کو مشرک کہا ہے پس جب آپ اہل باطن کے بیان مذکورہ بالا کو مان لینگے تو اوسوقت ہم آپکو مکتوب مذکور کی عبارت محولہ کی ٹھیک ٹھیک تاویل بھی سمجھا دینگے اور یہہ بھی ظاہر کر دینگے کہ ہم صاحب مکتوب کو عبارت مذکورہ کو لکھنے پر اسلئے ملامت نہین کرتے۔ مسئلہ آمین **قولہ** نہ یہہ بات صحیح ہے کہ آمین دعا ہے اور نہ یہہ صحیح ہے کہ ہر دعا مین اخفا ہے **جواب** باطل است آنچہ مدعی گوید۔ آمین کو تو خود خدا تعالی نے دعا فرمایا ہے چنانچہ سورہ یونس مین باریتعالی نے حضرت موسیٰ و ہارون کو مخاطب کرکے فرمایا ہے قد اجیبت دعوتکما یعنے تحقیق قبول کیگئی دعا تم دونون کی۔ تفسیر معالم التنزیل مین اس آیت کے نیچے لکھا ہے انما نسب الیھما والدعا کان من موسیٰ لانہ روی ان موسیٰ کان یدعو وھارون یؤمن التامین دعا یعنے دعا کو خدا نے دونون کی طرف منسوب کیا ہے حالانکہ دعا موسیٰ کیطرف سے تھی کیونکہ روایت کی گئی ہے کہ موسیٰ دعا مانگتے تھے اور ہارون آمین کہتے تھے اور آمین کہنا دعا ہے اور تفسیر مدارک مین لکھا ہے کان موسیٰ یدعو وھارون یؤمن فثبت ان التامین دعا فکان اخفاہ اولیٰ انتھی یعنے موسیٰ دعا مانگتے تھے اور ہارون آمین کہتے تھے پس یہہ ثابت ہوا کہ آمین کہنا دعا ہے پس اخفا اسکا اولی۔ ایسا ہی بیضاوی وجلالین مین ہے کہ موسیٰ دعا مانگتے اور ہارون آمین کہتے تھے اور تفسیر حسینی مین ہے آورده اند کہ موسیٰ دعا میکرد ہارون آمین میگفت و آمین گوینده در دعا شریکست از جہت گفت کہ دعاے ہر دو مستجاب شد انتہی اور صحیح بخاری مین لکھا ہے کہ کہا عطا نے کہ آمین دعا ہے اور یہہ بھی ثابت ہے کہ آمین قرآن مین سے نہین ہے چنانچہ بیضاوی مین ہے ولیس من القرآن وفاقا یعنے آمین بالاتفاق قرآن مین سے نہین ہے۔ اور تفسیر مدارک مین ہے ولیس من القرآن بدلیل انہ لم یثبت فی المصاحف یہہ ہم بھی مانتے ہین کہ ہر دعا مین اخفا نہین لیکن آمین

بیشک نہین کہ جو ادعیہ قرآن مین سے نہین او نمین بدلیل آیت ادعوا ربکم تضرعا وخفیہ

کے اخفار اولی ہے کیونکہ اخفار مین اخلاص ہے. جیسا کہ بیضاوی[1] مین ہے فان الاخفاء دلیل

الاخلاص اور اخلاص دعار کا اصل اصول ہے اور مرقات شرح مشکوٰۃ مین ملا علی قاری نے

لکھا ہے قلت مع ان الاصل فی الدعاء لقولہ تعالی ادعوا ربکم تضرعا وخفیۃ

اخفاء ولا شک ان آمین دعاء ولان آمین لیس من القرآن اجماعا فلا یکون فیہ

صوت القرآن کما انہ لا یجوز کتابتہ فی المصحف ولہذا اجمعوا علی اخفاء

التعوذ لکونہ لیس من القرآن انتہی یعنی اصل دعا مین لقولہ ادعوا

ربکم تضرعا وخفیۃ کے اخفاء ہے اور اسمین نہین شک کہ آمین دعا ہے پس آمین مین بھی اخفار چاہئے

اور دوسری دلیل یہہ کہ آمین بالاجماع قرآن مین سے نہین پس لائق نہین کہ صوت آمین کی

مثل صوت قرآن کے ہو جیسے کہ قرآن مین اوسکی کتابت جائز نہین ہے اسیواسطے اجماع ہے اس امر

پہ کہ اعوذ کو آہستہ سے پڑہے کیونکہ قرآن مین سے نہین ہے۔

قولہ کیونکہ اول تو امام ابو حنیفہ رح کے نزدیک یہی دعا نہین چنانچہ موطا امام محمد مین لکھا ہے

فاما ابو حنیفۃ فقال یؤمن خلف الامام ولا یؤمن الامام انتہی اور مبسوط مین ہے روی الحسن عن ابی حنیفۃ

انہ قال ولا یقول الامام آمین انما یقولہ الماموم وذلک لان الامام داع والماموم مستمع

وانما یؤمن المستمع لا الداعی کما فی سائر الادعیۃ خارج الصلوۃ انتہی۔ اسیطرح جامع الرموز اور

تفسیر ابی السعود اور بیضاوی مین ہے اور ابوداود مین ابو مصبح سے روایت ہے قال کنا نجلس الی

ابی زہیر النمیری وکان من الصحابۃ یحدث احسن الحدیث فاذا دعا الرجل منا بدعاء قال اختمہ بآمین فان

آمین مثل الطابع علی الصحیفۃ الی آخر الحدیث ان اقوال سے دو باتین ثابت ہوتین ایک یہہ

کہ آمین دعا نہین دوسری یہہ کہ فاتحہ امام صاحب کے نزدیک دعا ہے اور باوجود دعا ہونیکے

تین نمازون مین بلند آواز سے پڑہی جاتی ہے **جواب** اون دلائل قطعیہ سے جو ہمنے ابہی

اوپر بیان کئے ہین بالکل اغماض کرکے ان اقوال سے ثابت کرنا کہ آمین دعا نہین بالکل اس

مثل کے مطابق ہے کہ اندہے کو تاریکی مین بڑی دور سوجہی اور یہ ثابت ہوتا ہے کہ یا تو دینداری

منظور نہین یا اقوال مذکورہ بالا کے سمجھنے کا مادہ نہین **بیت** بے فہم اگر چشم ہو دیکھتا ہے

تو اندیدہ رہے بینے وہ خواب۔ اول تو امام صاحب کا یہہ قول کہ مقتدی آمین کہے اور امام

[1] له صفحه ۲۰۸ جلد اول [illegible]

نہ کہے اونکی مشہور روایت کے خلاف ہے چنانچہ مسند خوارزمی مین جو مسند امام اعظم کے نام سے
مشہور ہے لکہا ہے۔ ابو حنیفة عن حماد عن ابراھیم قال اربع یخافت بھن
الامام سبحانك اللھم وبحمدك والتعوذ من الشيطان الرجيم بسم الله الرحمن الرحيم وآمین یعنی چار چیزین
امام آہستہ پڑہے ایک سبحانک اللہم دوسری اعوذ تیسری بسم اللہ چوتہی آمین۔ اور تفسیر بیضاوی
مین لکہا ہے والمشهور عنه ان یخفیه کما رواه عبد الله بن المغفل وانس یعنی روایت مشہور
امام ابو حنیفہ سے یہہ ہو کہ امام آمین کو آہستہ کہے جیسا کہ اس اخفا کی روایت کو عبد اللہ بن مغفل
اور انس نے روایت کیا ہے۔ مسوی شرح موطا امام مالک مین لکہا ہے قال ابو حنیفة یسن
للامام والماموم ان یقولا آمین اخفاء انتہی یعنی امام ابو حنیفہ نے کہا ہے کہ امام اور مقتدی
دونون کے لئے سنت ہو کہ آمین کہین اور ہولی کہین۔ اسلئے تمام متون و شروح فقہ مثل کنز الدقائق
و مختصر وقایہ اور در مختار اور شرح وقایہ و ہدایہ وغیرہ مین لکہا ہے کہ امام اور مقتدی دونون آمین
کہین پس ان اقوال سے ثابت ہوا کہ صحیح اور مفتی بہ روایت امام صاحب سے یہی ہے کہ امام
اور مقتدی دونون آمین کہین لیکن جو متروک روایت امام صاحب کی ہے اوسکی یہہ کسیطرح منہ
نہین ہو سکتا کہ آمین دعا نہین جیسا کہ آپنے اپنی خوش فہمی سے سمجہ لیا ہے کیونکہ داعی دو قسم
ہے اول داعی بالفعل ہے جسکی دعا سنکر لوگ آمین کہتے ہین اوسکے مقابل کو مستمع کہا جاتا ہے
دوسرا داعی بالقوہ ہو کہ آمین کہنے کے باعث داعی ہو پس روایت متروکہ مین امام صاحب
کی مراد داعی سے قسم اول ہے پس امام صاحب کی ہر دو روایات مین آمین کے دعا ہونے مین
کوئی منافات نہین ہے اور نیز روایت مذکور سنت موسویہ پر مبنی ہے کہ جسطرح حضرت موسیٰ نے
دعا مانگی تہی اور حضرت ہارون صرف آمین کہتے رہے تہے اور خدا نے اوسکو قبول کیا جسکا حال
آیت قد اجیبت دعوتکما مین پیچہے گذرا اسیطرح امام بہی بوقت سورہ فاتحہ پڑہنے کے داعی
ہوتا ہے اسلئے مثل ہارون کی صرف مقتدی کو ہی آمین کہنا چاہئیے گو وہ دعا خارج از صلوة
تہی مگر صورت ایک ہی ہے چنانچہ اسی اثر پر ادعیہ خارج صلوة مین عمل ہو رہا ہے کہ امام دعا
مانگا کرتا ہو اور لوگ صرف آمین کہا کرتے ہین اور امام کا آمین نہ کہنا امام مسلم کی اوس
حدیث پر مبنی ہے جو مشکوة کے باب القرات فی الصلوة کے فصل اول مین ہے۔

یعنی جب تم نماز پڑھو پس برابر کرو اپنی صفون کو پھر امامت کرے تم مین سے کوئی پس جب وہ تکبیر
کہے پس تم تکبیر کہو اور جب وہ غیر المغضوب علیہم ولا الضالین کہے پس تم آمین کہو قبول کرتا ہے اللہ تمہاری
دعا کو پس جب وہ تکبیر کہے اور رکوع کرے پس تم بھی تکبیر کہو اور رکوع کرو اور جب سمع اللہ لمن حمدہ
کہے پس تم ربنا لک الحمد کہو سنتا ہے اللہ تمہاری حمد کو۔ دیکھو اس حدیث سے صاف ثابت ہوتا ہے کہ
آمین کہنا صرف مقتدیون کا ہی منصب ہے مگر چونکہ اور حدیثون مین امام کے آمین کہنے کا ذکر
ہوا ہے اس لئے امام صاحب نے اونکے مطابق امام و مقتدی دونون پہ آمین کا کہنا سنت قرار
دیا ہے اور ابو داؤد کی حدیث محولہ بالا تو ہمارے مفید اور آپکے دعوی کی مضر ہے کیونکہ
اوسکا مطلب صرف اتنا ہی ہے کہ جب کوئی دعا مانگے تو اوسکو آمین کے ساتھ ختم کرے
کیونکہ آمین مثل خاتم کے ہے صحیفہ پہ سو اس سے کسیطرح مفہوم نہین ہو سکتا کہ وہ دعا نہین کیونکہ خاتم
بھی بعض شے سے ہوتا ہے ورنہ معاذ اللہ لازم آویگا کہ آنحضرت پیغمبر نہ تھے کیونکہ اونکو بھی خدا نے
خاتم النبیین فرمایا ہے بلکہ اس امر کی مثبت ہے کہ جبتک آمین کے ساتھ دعا کو ختم نہ کیا جاوے
وہ ختم ہی نہین ہوتی اور جسطرح خط بغیر نام و دستخط کاتب کے غیر معتبر ہوتا ہے اسیطرح دعا بھی
آمین کے بغیر غیر مختتم ہے۔ اور فاتحہ کے نماز جہریہ مین اونچا پڑھنے کی نظیر پیش کرنا محض مغلطہ
اور دہوکہ دینا ہے یہہ اوسوقت قابل لحاظ ہو سکتا تہا کہ جب سورہ فاتحہ قرآن مین سے نہ ہوتی
اور مثل آمین کے ہوتی جب ایسا نہین ہے تو ہمارا مطلب یہہ ہے کہ جو احادیث آمین کے اخفا
مین آئی ہین وہ آیت ادعوا ربکم تضرعا وخفیہ اور آیت واذکر ربک فی نفسک تضرعا وخیفۃ
ودون الجہر من القول اور اذ نادی ربہ ندا خفیا سے تقویت پاکر اور مطابقت کلی حاصل کرکے اون
تین احادیث پر کلی ترجیح و فوقیت رکہتی ہین جو آپنے آمین بالجہر مین نقل کی ہین پس آمین ہولی
کہنا ہم بموجب احادیث اور ہم مطابق قرآن ہوا اور احادیث آمین بالجہر ہمارے اس عمل کے کچھ
مضر نہین کیونکہ اول تو وہ حدیثین من حیث السند بالکل ضعیف ہین اور ہرگز حجت کے لائق نہین
چنانچہ پہلی حدیث مین محمد بن کثیر راوی کثیر الغلط ہے جیسا کہ تقریب التہذیب مین مصرح ہے
دوسری حدیث مین ابن ابی لیلی راوی بہت سیئ الحفظ ہے اور حجیۃ بن عدی راوی مخطی ہے
جیسا کہ تقریب مین ہے۔ تیسری حدیث مین یونس بن ابی اسحاق راوی وہمی اور ابو اسحاق

مخلط ہے جیسا کہ تقریب مین ہے، اور نیز یہہ حدیث منقطع ہے کیونکہ عبد الجبار نے اپنے باپ وائل بن حجر سے کوئی حدیث ہنین سنی بلکہ وہ چہہ ماہ بعد وفات اپنے باپ کے پیدا ہوا ہے۔ دوم وہ ہمارے نزدیک محمول بہ تعلیم ہین یعنے آنحضرتؐ نے بعض وقت آمین اسلیئے اونچی کہی ہے کہ مقتدیون کو تعلیم حاصل ہو کہ وہ بہی آمین کہا کرین چنانچہ قسطلانی شرح صحیح البخاری مین لکہا ہے وقال الحنفیة والکوفیون ومالک فی روایة عنه بالاسرار انه دعاء وسبیله الاخفاء لقوله تعالی ادعوا ربکم تضرعا وخفیة وحملوا ما ورد من جهره علیه الصلوة والسلام علی التعلیم ایسا ہی تفسیر بیضاوی کے حاشیہ عصام مین ہے۔

قولہ یہان پر مولانا ابو سعید محمد حسین صاحب کی یہ بات نہایت صادق آئی کہ حنفی اپنے اس قاعدہ پر کہ آیت قطعی ہوتی ہے اور حدیث ظنی اور قطعی کے مقابلہ مین ظنی پہ عمل جایز ہنین پابند ہنین رہتے بلکہ جہان اس قاعدہ پر چلنے سے امام کے مذہب کی پیروی چہوٹتی ہے وہان اس قاعدہ کو بالائے طاق رکہکر آیت کے مقابلہ مین حدیث ظنی بلکہ قول صحابی بلکہ رائے فقیہ سے تمسک کرتے ہین چنانچہ اول جمعہ مین قرآن یون ناطق ہے یا ایہا الذین آمنوا اذا نودی للصلوة من یوم الجمعة فاسعوا الی ذکر الله وذروا البیع دیکہو یہہ صریح ہے کہ جمعہ کو واسطے بادشاہ یا شہر یا بازار ہونیکی کچہہ شرط ہنین پر حنفیہ اس آیت کو ہنین مانتے اور کہتے ہین کہ جہان شہر و بازار و حاکم ہنین وہان نماز جمعہ صحیح ہنین انتہی ملخصًا۔ **جواب** اگر آپکو حنفیون کے قواعد سے جو اصول فقہ مین مذکور ہین کچہہ بہی واقفیت ہوتی تو اس آیت کو دیکہکر مثل اپنے مولانا محمد حسین صاحب بٹالوی کے کبہی دہوکہ نہ کہاتے مگر مشکل تو یہہ ہے کہ آپکے فرقہ مین مبلغ علم کا یہہ مقدار آنہا ہے کہ جسنے قرآن کا کچہہ ترجمہ اور حدیث مین مشکوة یا مشارق الانوار کا کیفیقدر ترجمہ پڑہ لیا وہ مجتہد مطلق ہو کر ائمہ سلف پر طعن کرنے بیٹہہ گیا بلا سے اوسکو اونکی بات کی سمجہ آوے یا نہ آوے

بیت چشم بد اندیش کہ برکندہ باد۔ عیب نماید ہنرش در نظر۔ حضرت سلامت حنفی کبہی آیت کے مقابلہ مین حدیث پیش ہنین کرتے لیکن چونکہ احادیث اکثر قرآن کی تفسیر ہین اور اگر احادیث نہوتین تو بقول عارف شعرانی کوئی قرآن کا مطلب سمجہہ سکتا اسلیئے حنفیون کا ایک یہہ بہی قاعدہ ہے کہ جب کسی آیت کے عام حکم مین بہت سے افراد شامل ہون کوئی اور آیت

ایک یا زیادہ افراد کو نکالدے تو پہر حدیث احاد بلکہ قیاس مجتہد بہی اوسمین سے کوئی فرد نکال سکتا ہے
مگر شرط یہہ ہو کہ اس فرد کے نکلنے سے آیت مذکور مرتبہ عموسیت سے نکلکر خاص نہ بنجاوے جب
یہہ قاعدہ آپکے ذہن نشین ہوگیا تو اب ہم کہتے ہین کہ آیت مذکور مین جو یہہ کلمہ وارد ہے
یاایہاالذین امنوا اسمین لڑکا و مجنون و مریض و عورت و غلام و نابینا و اپاہج وغیرہ سب شامل
ہین اور سب پر جمعہ فرض ہے حالانکہ لڑکا و مجنون مکلف شرعی نہین اور مریض و نابینا و اپاہج
آیت لیس علی الاعمی حرج ولا علی الاعرج حرج ولا علی المریض حرج سے مستثنی ہوگئے پس جب اسقدر افراد
آیت مین سے نص قطعیہ سے خارج ہوگئے اور انپر جمعہ واجب نرہا تو اب چند افراد مثل عورت
و غلام کے یا اوس شخص کے جو شہری نہو یا جہان حاکم نہو اون احادیث سے جو اسباب مین کتب
احادیث مین مذکور ہین خارج ہوگئے اور باوجود ان افراد کے مستثنی ہونیکے پہر یہہ آیت اپنے
عموسیت پر قائم ہے ہم کبہی اپنے قاعدہ سے انحراف نہین کرتے یہہ شتر مرغی آپکے فرقہ کا ہی
وتیرہ ہے اور المرء لقیس علی نفسہ کے ہمکو بہی آپ اپنے اوپر قیاس کرتے ہین بہلا خدا کوئی
تو ایسا مقام نکالکر دکہاؤ جہان ہمنے مجتہدین و فقہا کے قواعد مین سے کسی قاعدہ کا جو انہون نے
کتب اصول فقہ مین معرفت قرآن و احادیث اور نصوص شرعیہ کے لئے مقرر کئے ہین اس غرض سے
انحراف کیا ہو کہ اوس سے امام کے مذہب کی تقلید چہوٹتی ہے۔ یہہ جو آپنے کہا کہ آیت مین
شہر یا بازار کی کوئی شرط نہین معلوم ہوتا ہے کہ آپنے آیت مذکور کو نہین سمجہا اگر آپ قطع نظر حدیث
کے جو شہر کی شرط مین وارد ہے کلمہ وذروا البیع پر ہی نظر ڈالتے تو آپکو خود بخود معلوم ہوجاتا کہ
وہ بہی عموماً شہر پر ہی دال ہے۔

قولہ دوم آیت انما حرم علیکم المیتۃ والدم مین خدا تعالے نے تمام مرداروں کو حرام فرمایا ہے
اور مچہلی کی بابت حنفی اس حدیث پر کہ حضرت نے فرمایا میری امت پر دو مردار حلال ہین
مچہلی اور ٹڈی۔ عمل کرکے آیت چہوڑ دیتے ہین انتہی ملخصاً۔ **جواب** ہم مچہلی کی
حلت مین بہی آیت پر ہی عمل کرتے ہین اور حدیث مذکور بطور تائید کے ہے دیکہو خدا تعالے
سورہ مائدہ مین فرماتا ہے احل لکم صید البحر وطعامہ متاعا لکم وللسیارۃ یعنی حلال کیا گیا ہے
واسطے تمہارے شکار کرنا دریا کا اور کہانا اوسکا فائدہ کے واسطے تمہارے اور واسطے مسافرون

کے اور سورہ نحل مین ہے وھو الذی سخر البحر لتاکلوا منہ لحما طریا اور وہی ہے جسنے مسخر کیا دریا کو تو کہ کہاؤ
اوسمین سے گوشت تازہ یعنی مچہلی علاوہ اسکے جو مچہلی اپنی موت سے مرگئی ہو ہم اوسکو بہی
حرام سمجہتے ہین جیسا کہ ابوداؤد و ابن ماجہ مین جابر سے روایت ہے قال رسول اللہ صلعم ما القاہ
البحر او جزر عنہ الماء فکلوہ وما مات فیہ وطفا فلا تاکلوہ یعنے حضرت نے فرمایا کہ جس مچہلی کو دریا
کنارہ پر ڈالدے یا جس سے پانی منقطع ہو گیا ہے وہ مچہلی کہالو اور جو دریا مین مرگئی ہے اور
تیر آئی ہے اوسکو مت کہاؤ۔ اور پہلی حدیث مین جو حضرت نے مچہلی و ٹڈی کو مردار فرمایا
ہے وہ اس جہت سے نہین کہ مچہلی موت سے مری ہوئی کہالو بلکہ اونکو اوس لحاظ سے مردہ
فرمایا ہے کہ بغیر ذبح کے اونکا کہانا درست ہے کیونکہ وہ قابل ذبح نہین بلکہ اونکا پانی سے باہر
نکالنا ہی بمنزلہ ذبح کے ہے چنانچہ جابر سے روایت ہے قال رسول اللہ صلعم ما من دابۃ فی البحر
الا وقد ذکاھا اللہ لبنی ادم رواہ الدار قطنی یعنے نہین ہے کوئی جانور دریا مین مگر یہہ کہ ذبح
کیا ہے اوسکو اللہ نے واسطے بنی آدم کے۔ پس اس نظیر مین بہی ہم عامل بالقران
ثابت ہوئے اور الزام آپکا محض باطل ودہوکہ وہی ٹہرا ع ہمنے اسی نالۂ دل تیرا اثر دیکہ
لیا ٭ ہنوز انجہے کوئی کار نمایان انبک ٭ یہانتک تو اون سوالون کا جواب الجواب دیا گیا جو
مؤلف شہاب ثاقب وستارہ محمدی نے اشتہار مباحثہ سیالکوٹ کی نسبت لکہے تہے اب مؤلف
ستارہ کے اون ہذیانات کی تردید کیجاتی ہے جو اونہونے اپنے رسالہ کے اخیر مین لکہے ہین۔

قولہ رسالہ اظہار الحق کے صفحہ ۱۰ مین یہہ فتوی کہ پنیر مایہ شام کا جو مشہور ہے بنانا اوسکا
ساتہہ پنیر مایہ سور کے اور آیا جناب رسول خدا کے پاس پنیر اونکے پاس سے پس کہایا آنحضرت
نے اوسے اور نہ پوچہا اوس سے۔ اول تو یہہ فتوی خاص مولوی عطا محمد صاحب ہوشیارپوری
حنفی المذہب کا ہے اور ہم مین سے کسی عالم کا یہہ اعتقاد نہین دوم یہہ رسالہ علماء
لاہور و دہلی کے پاس مرتب ہو کر پیش نہین ہوا بلکہ علیحدہ سوال مستقل اونکے پاس پہونچے
جنکے جواب آئے پہہ خان احمد شاہ نے اونکو رسالہ مین شامل کر دیا علماء نے نہ کوئی فتوی
سند یہ رسالہ قبل طبع کے آنکہہ سے دیکہا اور نہ اوسپر مہر کی واللہ علی ذلک شہید وکفی باللہ
شہیدا انتہی **جواب** مصرعہ چہ دلاور است دزدیکہ بکف چراغ دارد۔ یہہ سب بیان

آپکا محض دروغ بے فروغ اور آپکی دینداری کا عمدہ ثبوت ہے شاید اتنا بڑا جہوٹ آپنے اسلئے
بولا کہ وہ رسالہ کسی کے پاس نہوگا اور دہوکہ دیکر ناواقفون کے سامنے بری الذمہ ہوجائین حالانکہ
رسالہ مذکور جابجا سے آپکو جہٹلا رہا ہے اور صاف صاف تبلا رہا ہے کہ پہلے یہہ مسئلہ غیر
نصاری کے ساتہہ کہانا کہانے کا مولوی غلام علی صاحب امرتسری کے پاس آیا جنہون نے
صفحہ ۳ سے لیکر ۷ تک اباحت کا فتوی دیا - پہر مولوی عطا محمد پاس آیا اونہون نے صفحہ
۷ امین شروع مین یہہ عبارت لکہکر کہ مینے اس فتوی کو موافق اور مطابق اصول و فروع شرع
شریف کے پایا - اسکے بعد صفحہ ۱۸ مین پیر ماپیہ کا ذکر کیا - پہر یہہ فتوی مولوی عبداللہ جنڈی کے
پاس آیا اونہون نے صفحہ ۱۹ پر یہہ عبارت لکہی کل ما وقع فی ہذا الفتوی حق لا شبہۃ فیہ - بعد
ازان مولوی عبدالعزیز نے اسی صفحہ مین یہہ عبارت لکہی آنچہ حضرت شیخنا و مولانا و
بالفضل اولانا علامۃ الزمان و فہامۃ الدوران مولوی غلام علی صاحب جواب از مسائل کتب
اصولیہ قرآن و حدیث قلمی فرمودہ حق است - پہر مولوی نظام الدین صاحب نے صفحہ ۲۰ پر
لکہا ہے جو کچہہ اوپر تحریر ہوا سب راست اور درست اور یہی اعتقاد سب اہل سنت و جماعت
و صحابہ کرام اور تابعین کا تہا - پہر صفحہ ۲۰ پر مولوی جمال الدین صاحب لکہتے ہین جو کچہہ عالم
معقول و منقول حاوی فروع و اصول شیخنا المکرم جناب مولوی غلام علی صاحب نے اس فتوی
مین مذہب محققین کا بیان فرمایا ہے لاریب کہ یہی حق ہے - پہر صفحہ ۲۳ پر حافظ عبدالحنان
صاحب لکہتے ہین ما اجاب شیخنا ابو عبداللہ الغفوری فہو صحیح لاریب فیہ - صفحہ ۲۴ مین مولوی
محمد نورالدین فرماتے ہین ما اجاب شیخنا فی ہذا المسئلۃ حق - صفحہ ۲۶ مین مولوی امام الدین
لکہتے ہین ہذہ المسائل المذکورۃ اصح و احری بالعمل و احق بالقبول اسی صفحہ پر مولوی
محمد عمر پٹیالوی لکہتے ہین یہہ فتوی صحیح ہے اسمین کچہہ شک نہین - اب مین کہانتک بیان
کرون اخیر رسالہ مین صفحہ ۴۳ پر مولوی ہادی بختیار لکہتے ہین مین مفتیون کے جوابون کی
تصدیق کرتا ہون کیونکہ حدیث و قرآن و شرع طریقہ محمدیہ مین نے اسیطرح پایا - اب مین
پوچہتا ہون کہ اگر آپکے فرقہ کے مولویون نے تمہارے مجتہد امرتسری اور عطا محمد کا فتوی نہین دیکہا
تہا تو وہ کہان سے کہتے ہین کہ فتوی صحیح ہے اور جو کچہہ اوپر تحریر ہوا سب درست ہے اور

مین حنفیون کے جوابون کی تصدیق کرتا ہون کیا آپ اسی جھوٹے بیان پر خدا کو گواہ لائے ہین افسوس خدا تو لعنۃ اللہ علی الکاذبین فرماتا ہے اور آپ اسقدر دلیر ہین کہ صرف جھوٹ ہی نہین کہتے بلکہ اپنے جھوٹے بیان کو راست دکہا کر خدا کو اوسپر گواہ لاتے ہین پیا اس سے ثابت ہوا کہ آپ اپنی تہدفی تجارت اور جھوٹی ناموری مصنفی کے لیے جھوٹی قسم بہی کہا لیتے ہین

ہم بندۂ ہین زر ہین نہین دین سے کچھ کام ہمارا - مولوی عطا محمد کو ہم ہرگز حنفی نہین سمجھتے گو وہ مثل اور بہت سے دو غلے اہل علم کے تقیہ کر کے اپنے موہنہ سے حنفیت کا ادعا کرین مگر ہم قول وفعل کو معتبر سمجھتے ہین اور نہ کتاب غایۃ الاوطار قرۃ العین کی شرح فتح المعین جس سے اوہنون نے پنیر کا مسئلہ لکہا ہے حنفیون کی کوئی کتاب ہے اگر ہو تو پتہ دو کیون محض دہوکہ دہی پر کمر باندہ رکہی ہے - اب ہم ان اعتراضون کے جواب لکہنے کی طرف متوجہ ہوتے ہین جو مؤلف ستارہ نے اپنی کتاب ظفر المبین سے نکالکر مسلمانون کو دہوکہ دینے اور سراج الامۃ امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ سے متنفر کہنے کے لئے مکرر اس رسالہ مین بہی لکہدئے ہین اور امام موصوف کی عداوت مین اپنے آپکو بخاری کی اس حدیث من عادی لی ولیا فقد بارز اللہ بالمحاربۃ کا مصداق بنایا - اگرچہ اونکی کتاب مذکور کی تردید مین کتاب نصرۃ المجتہدین بردہفوات غیر المقلدین چہپ چکی ہے اور دوسری کتاب فتح المبین فی کشف مکائد غیر المقلدین - کانپور مین چہپ رہی ہے اور نیز اون مسائل مطعونہ کا جواب نیر اعظم مین بہی آچکا ہے لیکن تاہم جوش حقیت مذہبی نہین رک سکتا اور کشان کشان اس رسالہ مین بہی مختصرًا اونکے جواب لکہنے پر مجبور کرتا ہے -

قولہ ہدایہ جلد اول کے صفحہ ۶ ۹ ۲ مین لکہا ہے کہ جو شخص اپنی محرمات ابدی مثل ما اور بہین اور بیٹی وغیرہ محرمات ابدی سے جانکر نکاح کرے اور صحبت کرے اوسپر تو امام اعظم کے نزدیک اسپر حد نہین آتی انتہی - **جواب** کیون جھوٹھ بولتے ہو کچھ تو خدا کا خوف کرو کہان ایسا لکہا ہے کہ جو شخص ما اور بہین اور بیٹی وغیرہ محرمات ابدی سے جانکر نکاح کرے بلکہ وہان تو صرف اتنا ہی لکہا ہے کہ اگر کوئی شخص کسی ایسی عورت سے نکاح کر کے وطی کر بیٹھے جس سے اوسکا نکاح حلال نہ تہا تو ایسے شخص کا امام اعظم کے نزدیک حکم یہہ ہے کہ اوسکو حد نہ ماری جاوے

لیکن تغریر دیجاوے اگر اوسکو اسبات کا علم تہا کہ میرا اس سے نکاح جائز نہین اور صاحبین
و امام شافعی کہتے ہین کہ اگر وہ جانتا تہا تو اوسکو حد مارینگے چنانچہ ہدایہ عبارت یہ ہے و من تزوج
امرأۃ لا یحل لہ نکاحہا فوطیہا لا یجب علیہ الحد عند ابی حنیفۃ لکنہ یوجع عقوبۃ اذا کان
علم بذلک وقال ابی یوسف و محمد والشافعی علیہ الحد اذا کان عالما بذلک انتہی
دیکہو اس عبارت مین کہان محرمات ابدیہ شل ما بہین - بیٹی کا صراحتاً کیا بلکہ کنایتاً بہی ذکر نہ
آیا ہے جو آپنے کچہ کا کچہ ظاہر کر دیا ہے واہ رے فرقہ کہ ہمت شان ہے جملہ کیا دہی رد غابا شد
آپکا جو لفظ امراۃ لا یحل لہ نکاحہا سے جہٹ ما - بہین - بیٹی کی طرف خیال جا دوڑا ہے ع
فکر ہر کس بقدر ہمت اوست ہے مگر آپ تسلی رکہین کہ مسلمانون مین ایسا عاقل کوئی نہو گا
جو ما - بہین اور بیٹی سے نکاح کرنیکی جرأت کر سکے اگر شاذ و نادر کوئی آپ جیسا ہم خیال
ایسی جرأت کر بہی سکے تو وہان نکاح کی قید لگی ہوئی ہے اور نکاح بغیر دو عاقل بالغ مسلمانون
کی گواہی کے ہو ہی نہین سکتا پس ظاہر ہے کہ گواہ کیونکہ اوسکو ایسی حرکت کرنیکی اجازت دینگے
اور خود گواہ بنکر خسر الدنیا والآخرۃ ہونگے پس یہان مراد ان عورتون کے نکاح سے ہے
جنکی حرمت کا حال کہ وہ کو معلوم نہین مثلاً کسی کی گولی سے بغیر اجازت اوسکے مولی کے
نکاح کر لینا یا کسی غلام کا بغیر اذن اپنے مولی کے کسی عورت سے نکاح کرنا یا سالی سے نکاح
سمجہات اوسکی بہین کے یا کسی ایسی عورت سے نکاح کر بیٹہا جسکی والدہ سے اوسنے زنا کیا ہو یا
شہوت سے اوسے ہاتہہ لگایا ہو یا اوسکے فرج داخل پہ شہوت سے نظر کی ہو یا بہن نسبی کی رضاعی
بیٹی سے یا رضاعی بہن کی رضاعی بیٹی سے علی ہذا القیاس اور بہت سی عورتین ہین جنسے
نکاح ناجائز ہونا عوام کیا بلکہ بعض خواص کو بہی معلوم نہین اور انہین عورتون سے نکاح کی
یہان مراد ہے اور ایسی عورتون سے نکاح کا معاملہ وقوع مین آجانا قریب الفہم ہے نہ وہ جو آپنے
براہ عداوت یا قصور عقل کے سمجہ لیا ہے کیونکہ ایسی صورت کا وقوع مین آنا گو محال عقلی نہین
مگر محال عرفی مین تو کچہ شبہہ نہین اور حد امام صاحب کے نزدیک اسلئے واجب نہین کہ نکاح
کرنے سے شبہہ پڑ گیا ہے اور نکاح کے شبہہ سے حد ساقط ہو جاتی ہے چنانچہ ترمذی و دارمی

مین حضرت عائشہ سے روایت ہے ان رسول اللہ صلعم قال ایما امرأۃ نکحت بغیر اذن

ولیھا فنکاحھا باطل فنکاحھا باطل فنکاحھا باطل فان دخل بھا فلھا المھر بما استحل من فرجھا الی اخر الحدیث یعنے ہر ایک نابالغہ عورت جو نکاح کرے بغیر اذن اپنے ولی کے پس نکاح اوسکا باطل ہے باطل ہے باطل ہے پس اگر ایسے خاوند نے اوسکو دخول کیا ہے پس واسطے اوسکے ہے مہر اوسکا بسبب اوسکے جو فائدہ پکڑا ہے اوسنے اوسکی فرج سے پس دیکھو یہہ حدیث اسبات پر نص قطعی ہے کہ جب کسی مرد و عورت مین نکاح کا معاملہ وقوع مین آجاے اور گو اوس نکاح سے نفس الامر مین وہ عورت مرد پر حلال نہو مگر تاہم اگر وہ اوس سے وطی کر بیٹھے تو مرد پر کوئی حد نہین ورنہ وطی کرنے سے جسطرح حضرت نے مرد کو اوسکے مہر اداکرنیکا مستوجب قرار دیا تھا ایسیطرح اگر وطی سے کوئی وبال بہی اوسپر عاید ہوتا تو ضرور اوسکی بہی حضرت ساتھہ ہی تصریح فرمادیتے اور نیز شبہہ کی نسبت حضرت نے فرمایا ہے کہ شبہہ سے حدود ساقط ہوجاتی ہین گو وہ شبہہ برائے نام ہی ہو چنانچہ ابن عباس سے روایت ہے قال رسول اللہ صلعم ادرؤ الحدود بالشبہات اور ابو ہریرہ سے روایت ہو کہ فرمایا رسول اللہ نے ادفعوا الحدود عن عباد اللہ ما وجدتم لہ مدفعا اور ترمذی نے عائشہ سے روایت کی ہے کہ فرمایا رسول اللہ نے ادرؤ الحدود عن المسلمین ما استطعتم اسلئے حضرت علیؓ نے حیلتا ایک عورت سے فرمایا کہ شاید سوتے مین تیرے اوپر کسی نے بلا زبردستی کی ہو یا تیرے ولی نے تیرا نکاح کردیا ہے اور اوسکو چہپاتی ہے جیساکہ فتح القدیر مین ہے لیکن اگر وہ جانتا تہا تو اوسکو تعزیر دیجاویگی اور تعزیر تین سوٹے سے لیکر اونتالیس سوٹے تک قاضی کی رائے پر ہے جیساکہ اوسکی رائے مین ہو اوتنے لگائے اور کبہی گناہ سخت مین تعزیر ساتھہ قتل کے بہی دیجاتی ہے جیساکہ شامی کی جلد ثالث کے صفحہ ۱۷۹ مین ہے - اور صاحبین کہتے ہین کہ اگر وہ جانتا تہا کہ وہ عورت مجہپر حرام ہے تو اوسکو حد ماری جاوے اور اکثر علما کا اسی پر فتوی ہے چنانچہ درمختار مین لکہا ہے - وقالا ان علم الحرمۃ حد وعلیہ الفتوی - اور شامی مین مضمرات سے منقول ہے قال اذا تزوج محرمہ حد عندھما وعلیہ الفتوی وکذلک فی الفتح نقل عن الخلاصۃ ان الفتوی علی قولھما انتہی پس صاف ثابت ہوا کہ جسنے غیر حلال عورت سے نکاح کرکے اوس سے صحبت کرنے پر اوسکو اہل حنیفہ کے نزدیک حد ماری جاویگی تو محرمات ابدیہ سے ایسی حرکت کرنے سے تو وہ ضرور مستحق حد ہوگا - خصوصاً جبکہ صاحبین کہتے ہین کہ ناکح محرمات پر اگر اوسکو حرمت کا

[illegible] صفحہ ۱۰۵

علم تہا تو حد واجب ہے اور صاحبین کا ایسا قول خود امام صاحب کا قول ہے جیسا کہ میزان الشعرانی کے صفحہ ۴۶ مین لکہا ہے ونقل الشیخ کمال الدین بن الہمام عن اصحاب ابی حنیفۃ کابی یوسف ومحمد وزفر والحسن انہم کانوا یقولون ما قلنا فی مسئلۃ قولا الا وہو روایتنا عن ابی حنیفۃ واقسموا علی ذلک ایمانا مغلظۃ فعلم ان من اخذ بقول واحد من اصحاب ابی حنیفۃ فہو آخذ بقول ابی حنیفۃ انتہی ملخصًا۔

قولہ ہدایہ کے صفحہ ۲۰۵ مین لکہا ہے کہ امام اعظم کے نزدیک جہوٹے گواہ گذار کر پرائی عورت کے لے لینے اور اوس سے صحبت کرنیوالے پر گناہ نہین انتہی - **جواب** کچہ تو خدا کا خوف کرو یہان پرائی عورت کہان لکہی ہے جو آپنے ایک نیا رنگ دیکر بیان کیا ہے تاکہ عوام ناواقف فقہ سے جلد بدل ہوجاوین آرد و شرح وقایہ کے جلد سوم کے صفحہ ۶۹ مین اسطرحپر لکہا ہے کہ اگر مثلًا مدعی نے ایک عورت پر دعوی نکاح کا کیا یعنے یہہ میری منکوحہ ہے اور عورت نے انکار کیا اب مدعی نے جہوٹے گواہ پیش کردئے نکاح کے قاضی پاس تو قاضی عورت کو مدعی کے سپرد کر دیگا اور عورت سے کہے کہ تو اپنی ذات پر قدرت دے زوج کو اور نفقہ وغیرہ لوازم زوجیت کا حکم کردے پس امام اعظم کے نزدیک مرد کو وطی اور عورت کو شوہر کا اپنے اوپر قادر کرا دینا عند اللہ حلال ہے انتہی اسکے بعد امام صاحب کے قول پر بحر الرائق سے شبہہ وارد کرکے پہر اوسکا جواب اسطرحپر نقل کیا ہے - امام ابو حنیفہؒ کے قول پر یہہ اشکال ہے کہ حرام محض کسطرح سبب ہو گا حلت کا نفیا بینہ و بین اللہ سو جواب اسکا یہہ ہے کہ ہمنے حرام محض یعنے شہادت دروغ کو اس جہت سے کہ وہ دروغ ہے سبب حلت کا نہین کیا بلکہ حکم قاضی کا مثل انشائی عقد جدید کے ہے اور انشائی عقد حرام نہین ہے بلکہ واجب ہے کیونکہ قاضی دروغ گوئی شہود کو نہین جانتا اور امام صاحب کی دلیل نقلی وہ ہے جسکو ذکر کیا امام محمد نے مبسوط مین کہ پہونچا ہمکو حضرت علی سے کہ ایک شخص نے اونکو پاس گواہ قایم کر دئے ایک عورت کے نکاح پر اور عورت نے انکار کیا تو حضرت علی نے حکم دیا عورت کو کہ جاوے مرد پاس تو کہا عورت نے کہ اس مرد نے نہین نکاح کیا ہے مجہسے اب اگر آپنے ایسا ہی حکم کیا ہے تو آپ نکاح پڑہوا دیجیے حضرت علی نے فرمایا کہ مین نہین تجدید کرتا نکاح کی نکاح کر دیا تیرا

دونون شاہد دیئے پس اگر دونون مین نکاح منعقد نہو جاتا آپکی قضا سے تو آپ تجدید نکاح سے
امتناع نکرتے باوجودیکہ عورت طالب تھی نکاح کی اور مرد راغب تھا اور اسمین محفوظ رہتے دونون
زنا سے انتہی۔ پس فقہ کے اس مسئلہ کو مردود کہنا معاذ اللہ گویا حضرت علی کے حکم کو مردود
کہنا ہے اور وہ جو آپنے ظفر مبین مین لکھا ہے کہ امام محمد نے یہ حدیث بلا اسناد بیان کی ہے اور اسلیئے
حجت نہین ہو سکتی تو یہ بالکل دروغ بیفروغ ہے کیونکہ امام محمدؒ کی وہ احادیث جنکو اونہون نے
لفظ بلغنا (یعنی پہونچا ہمکو) سے بیان کیا ہے سند ہین چنانچہ شامی مین لکھا ہے بلاغات محمدؒ
مسندۃ اور نیز لکھا ہے المجتہد اذا استدل بحدیث کان تصحیحا لہ ۔ اور یہ کہنا صحبت کرنیوالے پر گناہ نہین
بالکل جھوٹ ہے کیونکہ بحر الرائق مین لکھا ہے ولا یلزم من النفاذ الحل الوطی عدم آثمہ بسبب اقدامہ علی الدعوی
الباطلۃ وان کان لا اثم علیہ بسبب الوطی وآثم الشاہدان آثما عظیما یعنی حلال ہونے وطی سے
یہ لازم نہین کہ وہ گنہگار بہی نہو گا پس تحقیق وہ گنہگار ہے بسبب پیش کرنے جھوٹے دعوی کے اگرچہ
نہین گناہ اوسپر بسبب وطی کے اور گنہگار ہو نگے دونون گواہ جنہون نے جھوٹی گواہی دی بڑے گنہگار
قولہ ہدایہ جلد اول کے صفحہ ۵۰۷ مین لکھا ہے کہ ذمی جزیہ دینے والا اگر ہمارے پیغمبر صلعم
کو گالی دے تو امام اعظم و امام ابو یوسف و محمدؒ کے نزدیک اوسکا عہد ذمی کا نہین ٹوٹتا اوسکو قتل
نہ کرنا چاہیئے۔ **جواب** یہ اوس صورت مین ہے کہ جب ذمی ظاہر مین یا بطور عادت کے گالیان
نہین دیتا کیونکہ حضرت کو گالی دینا کفر ہے اور ذمی مین کفر پہلے ہی موجود ہے پس جب اوسکا
کفر قدیم مانع اوسکے ذمی ہونے سے نہوا تو کفر طاری جو بحالت ذمی اوس سے صادر ہوا وہ کیون
اوسکے عہد کو توڑ والیگا لیکن باوجود اسکے بہی امام صاحب قائل ہین کہ اوسکو تعزیر دیجاوے چنانچہ
در مختار مین ہے ویؤدب الذمی ویعاقب علی سبہ دین الاسلام او القرآن او النبی حاوی
وغیرہ قال العینی واختیاری فی السب انہ یقتل وتبعہ ابن الہمام وبہ افتی شیخنا الخیر الرملی انتہی اور
شامی مین ہے لا یلزم من عدم النقض عدم القتل وقد صرحوا قاطبۃ بانہ یعزر علی ذلک ویؤدب
وہو یدل علی جواز قتلہ زجرا لغیرہ اذ یجوز الترقی فی التعزیر اذا عظم موجبہ انتہی لیکن اگر ذمی
ظاہر مین گالی دیوے اور یا گالی دینے مین معتاد ہو گیا ہو تو بالاتفاق قتل کیا جاوے چنانچہ شامی مین لکھا ہے فلو
اعلن بشتمہ او اعتادہ قتل ولو امرأۃ وبہ یفتی الیوم انتہی

قوله چلپی حاشیہ شرح وقایہ کے صفحہ ۲۰۹ مین بحوالہ محیط لکہا ہے کہ خرچی عورت زانیہ کی امام اعظم
کے نزدیک حلال اور طیب ہے **جواب** یہان تو آپ بسبب نہ سمجہنے عبارت چلپی اور غلط ترجمہ
کرنے کے صریحاً ضلوا و اضلوا کے مصداق ہین جسکی نسبت ہمکو مجبوراً یہہ کہنا پڑتا ہے ع عالمون کے
دماغ کو پہونچے جاہل اتنا تو دماغ کہان - کیونکہ چلپی کی اصل عبارت جسکو اُسنے اجارہ فاسدہ مین
لکہا ہی اسطرح پر ہے - ان ما اخذتہ الزانیۃ ان کان بعقد الاجارۃ فحلال عند الاعظم لان اجر المثل طیب وان کان السبب حراماً
یعنی جو چیز کہ لے عورت زنا کرنیوالی اگر ہو ساتہہ عقد اجارہ کے پس حلال ہے نزدیک امام اعظم کے کیونکہ
مزدوری مثل کی طیب ہے اگرچہ سبب حرام ہے پس اگر آپ اجارہ فاسدہ اور اجارہ باطل کو سمجہتے تو کبہی
اس عبارت کو اجارہ باطل پر اجارہ فاسدہ کو محمول کر کے خرچی کی صورت جو اجارہ باطلہ ہے قایم نہ کرتے
کیونکہ تمام فقہا اسپر متفق ہین کہ اجارہ فاسدہ وہ ہی جو اصل مین مشروع ہو اور کسی شرط کے لگا دینے سے اُسمین
فساد آجاوے اور اجارہ فاسدہ کا یہہ حکم ہے کہ جب مستاجر اُس سے منفعت حاصل کر لیوے تو اجرت مثل
واجب ہوگی اور اجارہ باطل اُسکو کہتے ہین جو اصل مین ہی غیر مشروع ہو اور اس امر پر بہی سب کا اتفاق
ہی کہ جس اجارہ کا معقود علیہ معصیت ہوگا وہ باطل ہوگا نہ فاسد - پس ان قواعد کے محقق و متفق علیہ ہونے
کے بعد کون عقلمند و عالم زنا کی اُجرت کو حلال کہہ سکتا ہی خصوصاً امام اعظم جیسے محتاط و پرہیز گار کی طرف
اسکو منسوب کرنا نہایت ظلم ہی جنکی ورع و تقوی کا ادنی بیان یہہ ہی کہ عبد اللہ بن مبارک کہتے ہین کہ ایکدفعہ
کوفہ کی بکریون مین ایک لوٹ کی بکری ملگئی پس امام ابو حنیفہ نے سات سال تک جو زیادہ سے زیادہ بکری کی
عمر ہوتی ہی گوشت کا کہانا ترک کر دیا - حالانکہ خرچی زانیہ کی تو بالاتفاق اُنکے نزدیک حرام ہے چنانچہ
نووی نے شرح مسلم مین لکہا ہی اما مہر البغی فہو ما تاخذہ الزانیۃ علی الزنا وسماہ مہراً لکونہ علی صورتہ وہو حرام باجماع المسلمین
یعنی خرچی زانیہ کی پس وہ شے ہے کہ جسکو زانیہ بعوض زنا کے لیوے اور اُسکا نام اسلیے مہر رکہا ہی کہ وہ بصورت
مہر ہی اور حرمت اُسکی تمام مسلمانون کے نزدیک بالاجماع ہی اور ترجمہ اردو مشارق الانوار مین لکہا ہی اور
خرچی بالاتفاق حرام ہی انتہی - پس صاحب چلپی و محیط کے وہ معنی مراد نہین جو آپ سمجہے ہین بلکہ ایسے معنی مین
جس سے اجارہ فاسدہ کی صورت پیدا ہو کیونکہ وہ تو خود ہی اجارات فاسدہ مین کلام کرتے ہین اور حلت اجرت کے
درصورت فساد قایل ہوئے ہین نہ درصورت بطلان پس یہہ مطلب ہی کہ کسی عورت کو اُسکے منافع خدمت پر
ایام معین مین اجارہ لیا اور یہہ بہی شرط کر لی کہ ان ایام مین زنا بہی کرونگا مثلاً کوئی شخص کسی عورت کو روٹی

دیکہو سنن ابن ماجہ کتاب البیوع الابرار صفحہ ۱۵۲ مطبوعہ ... صفحہ ... مطبوعہ نظامی

پکانے پر دس روپیہ کو لے اور یہہ بہی شرط کرے کہ تجہسے صحبت بہی کرونگا سو اس معقود علیہ خدمت ہے جو امر حلال ہی اور شرط حرام اُسکے ساتہہ لگگئی ہے پس یہہ اجارہ فاسد ہی نہ باطل اِسصورت مین فقط اجرت مثل یعنے روٹی پکانے کی اجرت جو امر مباح ہی دو تین روپیہ اُسکو دلائی جاویگی اور اسی کو امام اعظم حلال طیب کہتے ہین اور دس روپیہ جو اجارہ فاسد کے قرار پائے تہے رد کردئے جائینگے ہان اگر کل دس روپیہ دلائے جاتے تو حرام ہوتے کیونکہ اُنمین زنا کی اجرت بہی شامل تہی سو ایسا یہان بالکل نہین۔

قولہ ہدایہ مترجم فارسی کے صفحہ ۱۳۱۔ اور شرح وقایہ کے صفحہ ۴۴۳ مین لکہا ہی کہ قوت حاصل کرنے کے لئے اسقدر شراب پی لینی جائز ہی کہ نشہ نکرے **جواب** کیون ایمان کو بالائے طاق رکہکر صریح جہوٹہہ بولتے ہو وہان تو یہہ عبارت لکہی ہے وعصیر العنب اذا طبخ حتی ذھب ثلثاہ وبقی ثلثہ حلال وان اشتد یعنے شیرہ انگور کا جب پکایا جاوے یہانتک کہ اُسکی دو تہائی جلجاوین اور ایک تہائی رہجاوے تو حلال ہی اور اگرچہ وہ سخت ہو جاوے انتہی سو یہہ مطابق اُن احادیث کے ہی جو عینی نے شرح کنز کی کتاب الاشربہ مین لکہا ہی کما

روی عن ابی موسیٰ رضہ انہ کان یشرب من الطلاء ما ذھب ثلثاہ وبقی الثلث رواہ النسائی ولہ مثلہ عن ابی الدرداء رضہ وقال البخاری رای عمر وابو عبیدۃ ومعاذ رضہ شرب الطلاء علی الثلث وشرب البراء وابو جحیفۃ رضہ علی النصف وقال ابوداؤد سألت احمد عن شرب الطلاء اذا ذھب ثلثاہ وبقی ثلثہ فقال لا باس بہ قلت انھم یقولون انہ یسکر فقال لا یسکر لو کان یسکر لما احلہ عمر رضہ انتھی

یعنے روایت کی گئی ہی ابی موسی اشعری سے کہ وہ پیا کرتے تہے طلاء سے جبکہ دو تہائی جلکر ایک تہائی باقی رہجاتا تہا روایت کیا اس حدیث کو نسائی نے اور مثل اسکی ابی الدرداء سے بہی روایت کی گئی ہی اور امام بخاری نے کہا کہ حضرت عمر اور ابو عبیدہ اور معاذ نے طلاء کا پینا جائز کیا ہی جبکہ ایک تہائی جلجاوے پیا حضرت براء اور ابو جحیفہ نے نصف تک جلجانے پر اور کہا ابوداؤد نے یعنے امام احمد سے طلاء کے پینے کے بارہ مین سوال کیا جبکہ دو تہائی جلکر ایک تہائی باقی رہجاوے آپنے فرمایا اسکے پینے مین کچھ مضایقہ نہین اسپر مینے کہا کہ لوگ کہتے ہین کہ وہ نشہ کرتا ہی آپنے کہا کہ کوئی نشہ نہین کرتا اگر نشہ کرتا تو کبہی حضرت عمر اُسکو حلال نہ کرتے اور امام محمد نے موطا مین حضرت عمر کی حدیث کو بیان کرکے اُسکے نیچے اسطرح لکہا ہے وبھذا ناخذ لا باس بشرب الطلاء الذی قد ذھب ثلثاہ وبقی ثلثہ وھو حلو لا یسکر فاما کل معتق یسکر فلا خیر فیہ انتھی اور اس طلا کا پینا بہی اُنہین لوگون کو جائز ہی جو لہو ولعب کی غرض سے نہ پیتے ہون بلکہ بغرض عبادت وشب بیداری

کے لئو چنانچہ شیخ عبد الحق محدث دہلوی نے شرح مشکوۃ مین لکہا ہے واین نیز وقتی است کہ
بنوشند آنرا برائی تقویت بر عبادت کذا فی الہدایہ وذکر کردہ است امام ابو یوسف در امالی خود
اگر خواہد کہ بنوشند برائی فسق وفجور وطہی پس قلیل وکثیر آن حرام است انتہی ملخصاً۔ پس
اس شیرہ کو شراب بیان کرکے مردود کہنا صریح دہوکہ دہی اور اصحاب رسول خدا کو مردود
کہنا ہے نعوذ باللہ۔

قولہ ہدایہ جلد دوم کے صفحہ ۴۹۰ مین لکہا ہے کہ شراب کا سرکہ بنانا اور اوسکا کہانا پینا حلال
ہے انتہی **جواب**۔ یہ کچہ حنفیہ کا ہی مذہب نہین بلکہ امام اوزاعی اور لیث کا بہی یہی مذہب ہے
عینی نے کنز کی شرح مین لکھا ہے کہ اسمین ہماری دلیل قول اللہ تعالیٰ کا ہے احل لکم الطیبات اور تحقیق
عین شراب کا متغیر ہوگیا ہے اور سرکہ بالطبع پاک ہوتا ہے پس حلال ہوگا اور دوسرے قول علیہ السلام سے ہے
نعم الادام الخل رواہ مسلم یعنی اچہا نانخورش سرکہ ہے اپنے اطلاق کے سبب شامل ہوگا اوسکی تمام صورتون سے اور مراد نہی سے
جو حدیث انس مین مسلم نے روایت کی ہے یہہ ہے کہ شراب کا استعمال سرکہ سا ہو بانیطور کہ اوس سے نفع
مثل سرکہ بطور نانخورش بنانے کے لیا جاوے علاوہ اوسکو یہہ محمول ہے اسپر کہ یہہ ممانعت ابتداء اسلام
مین تہی جبکہ آنحضرت خمر کی بابت مبالغہ فرماتے تھے اور زجر کرتے تھے واسطے چہوڑا دینے عادت
مالوفہ کے انتہی ملخصاً۔ شیخ عبد الحق محدث نے شرح مشکوۃ مین لکھا ہے ونہی از ان اگر بود در ابتدا
امر بود بجہت قمع آثار خمر اما بعد طول عہد حرام نباشد وروایت میکنند کہ خیر خلکم خل خمر کہ بہترین
سرکہ شما سرکہ خمر است انتہی۔

قولہ فتاوی قاضیخان جلد اول کے صفحہ ۱۰۰ مین لکہا ہے کہ تسکین کی نیت سے مشت زنی کرنے
مین گناہ نہین **جواب** کتاب کا مطلب تو بالکل نہین سمجہے اور اعتراض کرنے کو فوراً تیار ہوگئے
ہو ع فہم سخن گر نکند مستمع ❊ قوت طبع از متکلم مجو۔ ہمارے علماء مشت زنی کو حرام لکھتے ہین
چنانچہ شامی مین لکھا ہے ویدل ایضاً علی ما قلنا ما فی الزیلعی حیث استدل علی عدم حلہ بالکف
بقولہ تعالی والذین ہم لفروجہم حافظون الآیۃ وقال فلم یبح الاستمتاع الا بہما ای بالزوجۃ والامۃ
لیکن جو شخص عورت نرکہتا ہو اور بسبب غلبہ شہوت کے یہہ خوف کرتا ہو کہ میر ہاتہہ سے انزال نہ
کیا تو مجہسے زنا واقع ہوجاویگا تو اوسکے لئے بعض علماء نے لکہا ہے کہ اگر وہ اپنے ہاتہہ سے انزال کرلے

توہم امید کرتے ہین کہ شاید گنہگار نہو چنانچہ درمختار مین لکہا ہے ولو خاف الزنی یرجی ان لا وبال علیہ انتھی اور شامی مین لکہا ہے فان غلبتہ الشھوۃ ففعل ارادۃ تسکینھا بہ فالرجاء ان لا یعاقب واما اذا فعلہ لاستجلاب الشھوۃ فھو آثم انتھی ملخصا بلکہ ایسے غلبہ شہوت کی حالت مین جبکہ بسبب عدم مقدرت نکاح کے زنا کے واقع ہونیکا جو اشد گناہ ہے خوف ہو تو ایسے وقت مین بقول مشہور اذا ابتلیت ببلیتین فاختر اھونھما کے ہاتہہ سے انزال کر ڈالنا جو بہ نسبت زنا کے اخف بلکہ پاسنگ بہی نہین ہے صرف مباح ہی نہین بلکہ واجبات سے ہے جیسا کہ شامی مین لکہا ہے البتہ اسکا معتاد ہونا ناکح الید ملعون کا مصداق بنتا ہے پس اس مسئلہ پہ اعتراض کرنا نعوذ باللہ گویا زنا کی ترغیب دینا ہے ﴿

قولہ فتاوی قاضیخان جلد چہارم کے صفحہ ۳۴۶ مین لکہا ہے کہ اگر پیشاب کے ساتہہ قرآن لکہے اور اگر مردار کی کہال پہ قرآن لکہے تو بہی مضائقہ نہین اور ردالمحتار شرح درالمختار جلد اول کے صفحہ ۱۰ مین لکہا ہے کہ اگر کسیکی نکسیر ہوئے پس لکہے سورہ فاتحہ کو ساتہہ خون کے پیشانی اپنی پہ اور ناک اپنی پر تو جائز ہے واسطے شفا کے اور ساتہہ پیشاب کے بہی سورہ فاتحہ کا لکہنا جائز ہے اگر جانا جاوے کہ اسمین شفا ہے انتہی۔ **جواب** اصل عبارت فتاوی قاضیخان کی اسطرح ہے والذی رعف فلا یرقا دمہ فاراد ان یکتب بدمہ علی جبھتہ شیئا من القرآن قال ابو بکر الاسکاف یجوز قیل لو کتب بالبول قال لو کان فیہ شفاء لا باس فیہ قیل لو کتب علی جلد میتۃ قال ان کان فیہ شفاء جاز سو یہ تینون صورتین مطابق آیت انما حرم علیکم المیتۃ والدم ولحم الخنزیر وما اھل بہ لغیر اللہ فمن اضطر غیر باغ فلا اثم علیہ کے ہین کیونکہ جب خدا تعالی نے اضطرار کی حالت مین قطعی حرام چیزین مباح کردین تو دوا حرام اگر اوسمین شفا منحصر ہو اور بجز اوسکے اور کوئی دوا واسطے ابقائے جان کے میسر نہو کیون مباح نہوگی ہان اگر علماء مطلق علاج حرام دوا کے ساتہہ جائز کرتے تو البتہ قابل اعتراض ہوتا مگر وہ بار بار یہی کہتے ہین کہ اگر اوسی مین شفا منحصر ہے اور بجز اوسکے اور کوئی دوا نہین تب جائز ہے چنانچہ شامی اور درمختار مین لکہا ہے یجوز ان علم فیہ شفاء ولم یعلم دواء آخر انتھی تب جائز ہے جبکہ جانتا ہے کہ اسی مین شفا ہے اور بغیر اسکے اور کوئی دوا نہین جانتا۔

قولہ ہدایہ فارسی کے صفحہ ۹۰ مین لکہا ہے کہ درمیان مسلمان اور حربی کے دارالحرب مین مسلمان کو کافرون سے بیاج لینا منع نہین ہے۔ **جواب** اسمین ہماری دلیل وہ قصہ ہے جو مفسرین نے

سورہ روم کی آیت وھم من بعد غلبھم سیغلبون فی بضع سنین مین اسطرحپر بیان کیا ہے کہ جب یہ آیت
کفار مکہ کے سامنے حضرت ابوبکرنے پڑہی تو ابی بن خلف نے کہا کہ روم کا پہر غالب ہونا جہوٹ ہے
اور مین اسبات پر شرط لگاتا ہون کہ اگر رومی تین برس تک پہر غالب ہو گئے تو مین دس اونٹ
تمکو دونگا ورنہ دس اونٹ تمسے لونگا لعد اسکے حضرت ابوبکرنے آنحضرت کی خدمت مین یہہ حال
بیان کیا آپنے فرمایا کہ بضع درمیان تین اور نو سال کے ہے تم پہر جا کر مال اور مدۃ مین زیادہ شرط
لگاؤ پس حضرت ابوبکرنے سو اونٹ کی نو سال تک شرط لگائی اور ایکدوسری سے ضمانت لی
چنانچہ ساتوین برس رومی پہر غالب ہوئی اور حضرت ابوبکرنے ضامن ابی سے سو اونٹ لیکر
حسب ارشاد آنحضرت خدا کی راہ مین تصدق کر دیئے تفسیر احمدی مین اس قصیدہ کے نیچے
لکھا ہے وعن قتادۃ ومن مذھب ابی حنیفۃ ومحمد رح ان العقود الفاسدۃ کعقد الربا
وغیرہ جائزۃ فی دار الحرب بین المسلمین والکفار وقد احتجا علی صحۃ ذلک بھذہ
القصۃ وھکذا قال صاحب الکشاف انتھی یعنی قتادہ وامام ابوحنیفہ اور محمد نے اس قصہ سے حجت پکڑی ہے کہ
دار الحرب مین درمیان مسلمان وکافرون کے عقود فاسد مثل بیاج وغیرہ کی جائز ہین اور مکہ اوس وقت
دار الحرب تہا۔ اور نور الہدایہ ترجمہ اردو شرح وقایہ مین لکھا ہے کہ امام صاحب کی دلیل ہے جو
فرمایا رسول خدا نے کہ نہین بیاج درمیان مسلمان اور حربی کے دار الحرب مین اسناد کی اس
حدیث کی بیہقی نے معرفہ مین مبسوط مین ہے کہ یہ حدیث مرسل ہے اور مکحول جسنے روایت کیا اسکو
ثقہ ہے اور مرسل ثقہ کی مقبول ہے انتہی ملخصًا۔

قولہ غایتہ الاوطار ترجمہ درمختار جلد اول کے صفحہ ۱۰۵ مین لکھا ہے کہ کتے کی کہال کا جانماز
اور ڈول بنانا جائز ہے۔ **جواب** ہم ہی جائز نہین کہتے بلکہ رسول خدا پاک فرماتے ہین
چنانچہ صحیح مسلم مین عبد اللہ بن عباس سے روایت ہے قال سمعت رسول اللہ صلعم یقول اذا
دبغ الاھاب فقد طھر یعنی رسول خدا نے فرمایا جسوقت کہال دباغت دی گئی پس پاک ہو گئی
اور ابوداؤد وامام مالک نے حضرت عائشہ سے روایت کی ہے ان رسول اللہ امر ان یستمتع بجلود
المیتۃ اذا دبغت یعنی حضرت نے مردار کی کہال سے جبکہ دباغت دیا جاوے فائدہ اوٹہانے
کا حکم دیا ہے۔ اور مسند امام اعظم مین ابن عباس سے روایت ہے ان رسول اللہ صلعم قال ایما اھاب دبغ

فقد طهر بغیر رسول خدا نے فرمایا کہ ہر ایک کہال جب دباغت دیگئی پس تحقیق پاک ہو جاتی ہے
عقود الجواہر المنیفہ مین لکھاہے کہ یہ حدیث انہین الفاظ سے ترمذی ونسائی وابن ماجہ مین بہی
آئی ہے پس دیکھو حضرت نے ہر ایک کہال فرمائی ہے جسمین گدہے کی کہال بھی شامل ہے اور
سور کی کہال اسواسطے پاک نہین ہوتی کہ وہ نجس العین ہے بخلاف کتے کے کہ اس سے شکار
کرانا اور نگہبانی وغیرہ منافع لینے جائز ہین پس اس مسئلہ کو مردود کہنا صریح احادیث کو جھٹلانا ہے
قولہ غایۃ الاوطار ترجمہ درمختار کے جلد چہارم کے صفحہ ۱۹۰ مین لکھاہے حلوان سور کے
دودہ سے پالا گیا ہو اوسکا گوشت حلال ہے **جواب** آپنے حسب عادت خود ساری عبارت نہین
لکھی صرف ایک ٹکڑہ اوسکا بیان کرکے اعتراض کردیاہے اگر ساری بیان کرتے تو امید تھی کہ آپکو
اعتراض کرنیکی نوبت نہ پہونچتی اوسواسطے کہ اوسمین تصریح ہے کہ اگر کوئی جانور نجاست اور غیر نجاست دونون
کہاتا ہو اسطرح پر کہ اوسکا گوشت گندہ نہو تو حلال ہے جیسے وہ حلوان حلال ہے جو پالا گیا سور کے
دودہ سے کیونکہ اوسکا گوشت متغیر نہین ہوتا اور جو دودہ اوسکا غذا ہوا وہ میت ونابود ہو جاتا ہے
اوسکا کچھ اثر باقی نہین رہتاہے باوجود اسکے شامی جلد ۵ کے صفحہ ۲۰۱ مین لکھاہے کہ عبد اللہ ابن
مبارک کہتے ہین کہ اسکے یہ معنی ہین کہ ایسا حلوان اوسوقت حلال ہے کہ جب وہ اسکے بعد چند روز تک
مثل گاؤ غلاظت خور کی چارہ کہاتا رہے اور شرح وہبانیہ مین قنیہ سے منقول ہے کہ تب وہ حلال ہے
کہ جب بہت دنون کے بعد ذبح کیا جاوے ورنہ نہین انتہی۔ پس اس مسئلہ پر عقلاً ونقلاً کوئی اعتراض
وارد نہین ہوسکتا ورنہ لازم آویگا کہ آپ ترکاریان وغیرہ نہ کہایا کرین کیونکہ اونمین بھی غلاظت دگوہ
کہاد ڈالا جاتاہے مگر اونکو تو آپ حلوا شوربے دودہ سمجھکر نوش جان کرلیتے ہین اور فقہ کے بیان پر
اعتراض کرتے ہین۔ افسوس آپکو اپنے رسالہ فتح المغیث لفقہ الحدیث کی بہی خبر نہین کہ اوسکے صفحہ
۳۰ مین لکھاہے کہ اصل ہر چیز مین حلت ہے اور نہین حرام مگر وہ چیز جسکو حرام کیا خدا ورسول نے
اور جس چیز سے سکوت کیا خدا اور رسول نے وہ معاف ہے انتہی۔ اب آپ فرماوین کہ خدا رسول نے
ایسے حلوان کو جو سور کے دودہ سے پلاہے اور پہر ایسے عرصہ کے بعد ذبح کیا گیاہے کہ جب اوسکے
دودہ کا اثر زائل ہوگیاہے کہاں حرام فرمایاہے۔ **قولہ** غایۃ الاوطار جلد سوم کے صفحہ ۸۰ مین
لکھاہے کہ اگر مسلمان نے وکیل کیا ذمی کو شراب یا سور کے بیچنے یا خریدنے کے واسطے تو یہ توکیل اور بیع درست

امام اعظم کے نزدیک صحیح ہو جواب اس عبارت کے آگے کا فقرہ مع اشد کراہتہ دیکھتے آپکی قلم ٹوٹ جاتی تھی جو آپنے
دیدہ دانستہ چھوڑ دیا لیکن اگر آپ دیکھتے تو اعتراض کسطرح ہو سکتا یہان تو آپنے بعینہ ولا تقربوا الصلوٰۃ پر عمل کیا ہو جس سے
آپکی دیانتداری خوب ٹپکتی ہو خلاصہ یہ کہ ایسی توکیل صحیح و شرعی امام اعظم کے نزدیک جائز ہو مگر سخت تر کراہیت یعنی مکروہ
تحریمی کے ساتھ سو اس سے زیادہ کسی حدیث سے ثابت نہین - **قولہ** فتاوی قاضیخان جلد اول صفحہ ۱۰۰ مین لکھا ہو کہ
اگر کوئی چوپایہ مردہ مین دخول کرے اور اوسکو انزال نہو تو اوسکا روزہ نہین ٹوٹتا - پھر اسی کے صفحہ ۱۰۰ مین لکھا ہو جبکہ جماع
کرے ساتھ چارپایہ کے اور انزال نہو یا جماع کرے مردہ کو یا مشت زنی کرے اور انزال نہو یا جماع کرے اپنی فرج کے اور انزال ہو تو
ان سب صورتون مین روزہ نہین ٹوٹتا اور اگر انزال ہو تو روزہ کی قضا ہو نہ کفارہ **جواب** اعتراض تو تب عائد ہو سکتا
تھا کہ آپ کسی حدیث سے مخالفت ثابت کرتے صرف زبانی جمع و خرچ پر آپکی کون مان سکتا ہے یون تو ہر ایک شخص اپنی عقل سے
مسئلہ کو جسکو وہ اپنے نزدیک غیر معقول جانے مردود کہکر مجتہد بن سکتا ہے - فقہا کی ان مسائل کے بیان کرنے سے
یہ غرض نہین کہ چوپایہ و مردہ کے ساتھ جماع مباح ہے بلکہ ایسا کرنیوالا سخت گنہگار ہو کر تعزیر کا مستوجب ہو چنانچہ اسکا
اونھون نے اپنے موقع پر بیان کر دیا ہو یہان صرف یہ جتایا ہے کہ اگر کوئی روزہ دار ایسا کر بیٹھے اور اسکو انزال نہو تو اسکا
۹ دیکھو جلد ثانی صفحہ ۱۰۰ روزہ نہین ٹوٹتا کیونکہ مردہ و بہیمہ کا فرج عادتاً غیر مشتہی محل ہو اور جماع دخول الفرج فی فرج المشتہی کا نام ہو جیسا کہ شامی
مین لکھا ہو اور وہ یہان واقع نہین ہوا اسیطرح مشت زنی اور تفخیذین مین مباشرت فرج کی غیر فرج مین ہو بس ایسی
صورتون مین بغیر انزال کے جو شرعاً جماع ہے روزہ نہین ٹوٹتا اور انزال ہونے پر اسلئے صرف قضا ہو اور کفارہ نہین
کہ قضاء شہوت ناقص طور پر ہوئی ہو چنانچہ قاضیخان مین ہی اسکے آگے یہ صاف لکھا ہو لوجود قضاء الشہوۃ بصفۃ
النقصان انتہی **قولہ** فتاوی قاضیخان کے صفحہ ۱۰۱ مین لکھا ہو کہ جبکہ سوئی ہوئی اور مجنونہ عورت سے صحبت کرے اُنکا
خاوند تو ان دونون پر روزہ کی قضا ہو نہ کفارہ اور کہا زفر نے کہ نہین روزہ ٹوٹتا ان دونون کا **جواب** جب سوئی ہوئی
۹۴ جلد دوم صفحہ ۱۰۲ اور مجنونہ عورت کو یہ خبر ہی نہین کہ اوس سے جماع کیا گیا ہو تو پھر اوپر کفارہ کیسا ہان اگر مرد وطی کنندہ کی نسبت یہ کہا
جاتا کہ اوسپر قضا ہو نہ کفارہ تو البتہ جائے اعتراض تھی حالانکہ اوسپر قضاء و کفارہ دونون ہین چنانچہ شامی مین
لکھا ہے واما الواطی فعلیہ القضاء والکفارۃ انتہی اور امام زفر نے جو کہا کہ ان عورتون کا روزہ نہین ٹوٹتا
کچھ بیجا نہین کہا بلکہ مقتضی قیاس ہی یہی ہو کہ اونکا روزہ نہ ٹوٹے کیونکہ عمداً جماع نہین کرایا چنانچہ امام زفر کی یہی دلیل ہے
جسکو قاضیخان نے بالفاظ لانعدامہا فی معنی النسیان بیان کیا ہو بلکہ امام زفر کے قول پر اعتراض کرنا گویا انکا اپنے رسالہ فتح المبین کو
مردود کہنا ہو کیونکہ اوسکے صفحہ ۱۰ مین لکھا ہو کہ جاہدہ ... کہا زنی نے صحبت کر لی جان بوجھکر انتہی - افسوس ایسی

دنیا مین وہ لوگ ہین جنکو اپنے گہر کی خبر نہین اور اونٹے اور ون پر طعن کرتے ہین ؎ تو برادج فلک [illegible] کی کیست چون ندانی

کہ در سرای تو کیست ۔ **قولہ** غایۃ الاوطار کے صفحہ ۴۴۹ مین لکہا ہے حد نہین دغیر مکلف کے زنا کرنے سے ساتھ عورت مکلفہ کے مطلقا

نہ مرد پر نہ عورت پر اور حد نہین اُس عورت کے ساتھ زنا کرنے سے جسکو زنا کرنیکے واسطے مزدوری دی **جواب** ان مسئلون مین

کوئی مخالفت حدیث کی نہین اگر ہے تو بیان کرو اور پہلے مسئلہ مین اسلئے حد نہین کہ زنا کے معاملہ مین مرد کا فعل اصل ہے اور عورت

اسکے تابع ہے اور جب مرد پر سے بسبب غیر مکلف شرعی ہونیکے حد ساقط ہو گئی تو تابع کے حق مین خود بخود ساقط ہو گئی جیسا کہ شامی

مین لکہا ہے اور عورت پر سے حد کے ساقط ہونے سے یہ ہرگز لازم نہین آتا کہ وہ گنہگار بھی نہوئی بلکہ گنہگار ہوکر مستوجب تعزیر کے ہے

اور دوسرے مسئلہ مین اسلئے حد نہین کہ اجارہ سے صورت عقد کی پیدا ہوکر شبہہ پڑ گیا لیکن تعزیر دونون کو دیجاویگی چنانچہ مستخلص

مین لکہا ہے ان صورۃ العقد اورث شبہۃ فیسقط بہ الحد لکنہ یعزر لانہ ارتکب حراما انتہی **قولہ** اسی کے صفحہ

مین لکہا ہے کہ کتے کو اپنے ساتھ اوٹھا کر (یعنی بغل مین دبا کر نماز پڑھنی درست ہے) **جواب** یہ مسئلہ مختلف فیہ ہے جو فقہا کتے کو

نجس مین خیال نہین کرتے وہ تو درست سمجھتے ہین اور جو نجس جانتے ہین نادرست کہتے ہین اور درست کہنے

والے بھی صرف اوسی حالت مین جواز کے قائل ہین کہ جب کتے کا مونہہ بندہا ہوا ہو اور اُسکے مونہہ کا لعاب جو پلید ہے کپڑے کو

نہ لگتا ہو چنانچہ شامی مین مفصل لکہا ہے لیکن ایسے واقعات شاذ و نادر ہی وقوع مین آتے ہین اور فقہا رحمہم اللہ علیہم

نے قواعد فقہیہ کے مطابق استخراج کر کے اسلئے انکو کتابون مین لکہد یا ہے کہ بالفرض والتقدیر اگر کبھی ایسا وقوع مین آجاوے

تو لوگ حیران نہون اور لکہا لکہا یا مسئلہ کتاب مین دیکہہ لین آپکا انکو مردود کہنا اوسوقت مناسب تہا کہ جب آپ انکو

کسی آیت قرآنیہ یا حدیث یا قول صحابہ و تابعین کے مخالف ثابت کرتے اور اُسوقت جواب بھی ترکی بہ ترکی سُن لیتے

لیکن آپ کو واضح ہے کہ فقہ حنفیہ کے مسائل ایسے ادلہ پر مبنی نہین ہین کہ آپ جیسے تیرہوین صدی کے اُردو ترجمہ

خوان اونمین کوئی نقص نکالکر انکو مردود کہہ سکین یہان تو مذاہب اربعہ کے بڑے بڑے فقہا و ارکان دین کے

عقول حیران ہین اور انکو مثل سد سکندری کے مستحکم و مضبوط جانتے ہین چنانچہ عارف نامی صاحب میزان شعرانی

باوجود مالکی مذہب ہونے کے اپنی میزان کے صفحہ ۶۹ مین لکہتے ہین لو انصف المقلدون للامام مالک والامام

الشافعی لم یضعف احد منہم قولا من اقوال الامام ابی حنیفۃ رح اگر امام مالک و امام شافعی کے مقلد

انصاف کرین تو کسی قول کو اقوال امام ابوحنیفہ سے ضعیف نہ کہین ۔ پہر صفحہ ۷۰ مین لکہتے ہین وقد تتبعت

بحمد اللہ اقوالہ واقوال اصحابہ لما الفت کتاب ادلۃ المذاہب فلم اجد قولا من اقوالہ او اقوال

اتباعہ الا وہو مستند الی آیۃ او حدیث او اثر او الی مفہوم ذلک او حدیث ضعیف کثرت طرقہ

جلد ثالث صفحہ ۱۵۱

حاشیہ شرح وقایہ [illegible] صفحہ ۱۶۰

دیکھو جلد اول صفحہ ۱۳۶

اوالی قیاس صحیح علی اصل صحیح فمن اراد الوقوف علے ذلک فلیطالع کتابی المذکور انتہی - یعنے
جب مینے کتاب ادلۃ المذاہب تالیف کی تو امام ابو حنیفہ اور انکے اصحاب کے اقوال کی پیروی کی اور نہ پایا
کسی قول کو اونکے اور اونکے اصحاب کے اقوال سے مگر یہ کہ وہ مستند تہا آیت یا حدیث یا اثر یا انکے مفہوم یا حدیث
ضعیف کثیر الطرق یا قیاس صحیح سے اصل صحیح پر پس جو شخص اسپر واقف ہونا چاہے وہ میری کتاب مذکور کو
مطالعہ کرے - پہر اسی کتاب کے صفحہ ۹۰ مین لکہتے ہین وانہ ماطعن احد فی قول من اقوالہم الا لجہلہ بہ اما
من حیث دلیلہ واما من حیث دقتہ مدارکہ علیہ لاسیما الامام اعظم ابو حنیفۃ النعمان
بن ثابت رضی اللہ عنہ الذی اجمع السلف والخلف علے کثرۃ علمہ وورعہ وعبادتہ ودقتہ مدارکہ
واستنباطاتہ یعنے تحقیق کسی نے طعن نہین کیا کسی قول مین اونکے اقوال سے مگر بسبب جہل کے اوسکے
ساتہ یا تو دلیل کے رو سے یا اوسکے دقیق مدارک سے خاصکر قول امام اعظم ابو حنیفہ رح پر وہ امام حنیفہ جو سلف
وخلف نے اونکی کثرت علم وورع وعبادت اور دقت مدارک واستنباطات پر اجماع کیا ہے حضرت شیخ احمد سرہندی
مجدد الف ثانی اپنے مکتوبات جلد دوم کے مکتوب ۵۵ کے صفحہ ۱۰۰ و ۱۰۱ مین لکہتے ہین مثل روح اللہ مثل امام اعظم کوفی
است کہ ببرکت ورع وتقوی ودولت متابعت سنت درجہ علیا در اجتہاد واستنباط یافتہ است کہ دیگران در فہم
او عاجز اند ومجتہدات او را بواسطہ دقت معانی مخالف کتاب وسنت دانند واو را واصحاب او را اصحاب الرای پندارند کل ذلک
لعدم الوصول الی حقیقۃ علمہ ودرایتہ وعدم الاطلاع علی فہمہ وفراستہ مگر امام شافعی رح شمہ از فقاہت او علیہ الرضوان
دریافت کہ گفت الفقہاء کلہم عیال ابی حنیفۃ فی الفقہ بے شائبہ تکلف وتعصب گفتہ میشود کہ نورانیت مذہب
حنفی بنظر کشفی در رنگ دریاے عظیم مے نماید وسائر مذاہب در رنگ حیاض وجداول بنظر مے آید نقصان چند حادیث را یاد گرفتہ
اند واحکام شرعیہ را در ان منحصر ساختہ ما ورای معلوم خود را نفی مینمایند ہر آن کرمیکہ در سنگی نہانست - زمین وآسمان او ہمانست
وای ہزار وای از تعصبہای بارد ایشان واز نظرہای فاسد ایشان بانی فقہ ابو حنیفہ است وسہ حصہ فقہ او را مسلم داشتہ اند ودر ربع
باقی ہمہ شرکت دارند ودر فقہ صاحب خانہ اوست ودیگران ہمہ عیال وے اند انتہی - اور شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلوی نے
رسالہ فیوض الحرمین مین لکہا ہے عرفنی رسول اللہ ان فی المذاہب الحنفی طریقۃ انیقۃ ہی اوفق الطرق
بالسنۃ المعروفۃ التی جمعت ونقحت فی زمان البخاری واصحابہ انتہی یعنے معلوم کروایا مجکو رسول خدا
نے کہ مذہب حنفی مذہب پسندیدہ ہے وہ موافق تر ہے اور مذاہب سے سنت معروفہ کے ساتہ جو جمع اور پختہ ہوئی زمانہ بخاری
اور اونکے اصحاب مین - دراسات اللبیب کے صفحہ ۳۰۱ مین لکہا ہے وقد قال عروس الاولیاء شیخنا عثمان ابن

علی الجلابی المعروف بالہجویری فی کشف المحجوب ان معاذ الرازی رای النبی صلعم فقال

این اطلبک یا رسول اللہ قال عند فقہ ابی حنیفۃ رح انتہی۔ یعنے حضرت داتا گنج بخش صاحب

کشف المحجوب میں لکھتے ہیں کہ تحقیق معاذ رازی نے دیکھا آنحضرت کو پس عرض کیا کہ آپکو کہاں ڈھونڈون

آپ نے فرمایا کہ امام ابو حنیفہ کی فقہ کے پاس صاحب میزان الشعرانی اپنی کتاب کے صفحہ ۰ مین اُس

شخص کی تردید مین جسنے امام فخر الدین رازی کی کتاب سے کچھ اعتراض امام ابو حنیفہ رح پر جمع کئی تھے

اسطرح پر تحریر فرماتے ہیں فقلت لہ ان الفخر الرازی بالنسبۃ الی الامام ابی حنیفۃ کطالب

العلم او کاحاد الرعیۃ مع السلطان الاعظم او کاحاد النجوم مع الشمس وکما حرم العلماء

علی الرعیۃ الطعن علی امامہم الاعظم لابدلیل واضح کالشمس فکذ لک یحرم علی

المقلدین الاعتراض والطعن علی ائمتہم فی الدین الابنص واضح لایحتمل التاویل انتہی

یعنے مینے اُسکو کہا کہ امام فخر الدین رازی بہ نسبت امام ابو حنیفہ رح کے مثل ایک طالب علم کی ہیں یا

اوسکو ایسی نسبت ہے جیسے ایک بڑے بادشاہ کے ساتھ رعایا مین سے کسی شخص کو یا ایک ستارہ کو

سورج کے ساتھ اور جسطرح علمائنے رعیت کو اپنے بادشاہون پر بغیر دلیل سورج جیسے روشن کے طعن کرنا حرام

کیا ہے اسیطرح مقلدین پر بغیر نص روشن غیر محتمل تاویل کے اپنے ائمہ دین پر اعتراض وطعن کرنا حرام کیا ہی

اسیطرح اور بہت سے علماء کرام نے امام ابو حنیفہ رح اور اونکی فقہ کی توثیق مین دفتر کے دفتر لکھے ہین جسکو اونکا شمہ

دیکھنا مطلوب ہو میری کتاب حدائق الحنفیہ سے جو عنقریب چھپنے والی ہے دیکھ لے یہان غور کرنا چاہئیے

کہ بقول عارف شعرانی امام فخر الدین رازی جیسے شخص کو جو اپنے زمانہ کے امام اجل گذرے ہین امام ہمام ابو حنیفہ

کے آگے ایک ادنے طالب علم جیسی حیثیت ہے تو آپ اُردو ترجمہ خوان کس قطار وشمار مین ہین بقول مشہور کیا

پدی اور کیا پدی کا شوربا۔ یہ آپ اچھی طرح سے سمجھ رکھین کہ زبان درازی سے فقہ حنفیہ کا تو کچھ نہین بگڑیگا

صرف آپ ہی ٹکرین مار کر رہ جائینگے ؎ یا ناطح الجبل العالی لیکلمہ اشفق علی الراس لا

تشفق علی الجبل ربنا لا تزغ قلوبنا بعد اذ ہدیتنا وہب لنا من لدنک رحمۃ انک

انت الوہاب تمت

اطلاع چونکہ حسب قانون بست و پنجم ۱۸۴۷ء اس رسالہ کے حق تصنیف کی اجازت عبد العزیز کو ہی واسطے بغیر اجازت

مصنف کے کوئی صاحب اسکے طبع کرانے کی ہمت نکرے ۔